ترجمانِ فکرِ امین ملت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی
مجلہ سہ ماہی قافلہ حق سرگودھا
مدیر اعلیٰ
مولانا محمد الیاس گھمن
جلد نمبر 7
جنوری، فروری، مارچ 2013ء
شمارہ 1
بیاد
مناظرِ اسلام، وکیلِ احناف
مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی
بفیضان نظر
امین العلماء قطب العصر
مولانا سید محمد امین شاہ
پسند فرمودہ
امام اہل السنۃ شیخ الحدیث والتفسیر
مولانا محمد سرفراز خان صفدر
زیر سرپرستی
حکیم شاہ محمد اختر حفظہ اللہ
زیر نگرانی
مولانا منیر احمد منور حفظہ اللہ
مجلس مشاورت
مولانا فضل الرحمن دھرم کوٹی
مولانا عبد الغنی طارق لدھیانوی
مولانا مفتی محمد مجاھد
مولانا محمد طیب حنفی
مولانا عبد اللہ عابد وڑائچ
مولانا محمد رضوان عزیز
مولانا مقصود احمد
قیمت فی شمارہ
-/25 روپے
جواب طلب امور کیلئے جوابی لفافہ ضرور ہمراہ بھیجیں
منی آرڈر کوپن پر اپنا پتہ مکمل واضح اور خوشخط لکھیں
ہر بار خط و کتابت میں اپنا مکمل پتہ لکھیں
خط میں رقم ڈال کر ہرگز نہ بھیجیں
بیرون ممالک
امریکہ، آسٹریلیا، جنوبی افریقہ اور یورپی ممالک
35 ڈالر.......سالانہ
سعودیہ، انڈیا، متحدہ عرب امارات اور عرب ممالک
25 ڈالر.......سالانہ
ایران، بنگلہ دیش 20 ڈالر.......سالانہ
ایجنسی ہولڈر مہر لگائیں یا ہدیہ دینے والے احباب اپنا نام تحریر فرمائیں
برائے رابطہ
دفتر سہ ماہی قافلہ حق سرگودھا
مرکز اھل السنۃ والجماعۃ
87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا
048-3881487,0346-7357394

فہرست

درس قرآن

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَسْئَلُوْا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ [سورۃ الانبیاء:7]

ترجمہ: اگر تم نہیں جانتے تو جاننے والوں سے پوچھ لو۔

تشریح:

ہر فن میں ماہرین فن کی پیروی کرنا ایک فطری و مسلمہ اصول ہے، اس کے بغیر زندگی کی گاڑی دو قدم بھی نہیں چل سکتی۔ زراعت میں کاشتکار، طب میں ماہر ڈاکٹر اور تجارت میں جس طرح تاجر کی بات حرف آخر ہونے کا درجہ رکھتی ہے، اسی طرح دینی مسائل میں کسی مجتہد و فقیہ کے فتویٰ پر عمل پیرا ہونے کو اصطلاح میں "تقلید" کہتے ہیں جو یقیناً ایک اصولی اور معقول طریقہ ہے۔

مذکورہ آیت سے تقلید کا ثبوت ملتا ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے نہ جاننے والوں کو جاننے والوں [علماء] سے پوچھ کر عمل کرنے کا حکم دیا ہے۔ چونکہ عامی آدمی کے پاس اتنی اہلیت نہیں ہوتی کہ وہ قرآن واحادیث کو براہ راست سمجھ سکے اور نہ ہی اس میں اجتہادانہ قابلیت ہوتی ہے کہ وہ احکام و مسائل کا استنباط کر سکے، اس لیے اس پر فقہاء کی تقلید واجب ہے۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ [م 179ھ] فرماتے ہیں:

علی العامی الاقتداء بالفقهاء لعدم الاهتداء فی حقه الی معرفة الاحادیث

[الکفایہ شرح ہدایہ، کتاب الصوم]

ترجمہ: عامی پر فقہاء کی اقتداء واجب ہے اس لیے کہ وہ احادیث کی معرفت و تحقیق کی اہلیت نہیں رکھتا۔

درس حدیث

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے:

لَا عَدْوَی وَلَا طِیَرَۃَ وَلَا ھَامَۃَ وَلَا صَفَرَ۔

(صحیح البخاری ج2ص850 ،باب الجذام)

ترجمہ: ایک بیماری کا (اللہ کے حکم کے بغیر خود بخود) دوسرے کو لگ جانا، بدفالی، (الو وغیرہ کی) بدشگونی اور صفر (کی نحوست وغیرہ) یہ سب باتیں بے حقیقت ہیں۔

اس حدیث مبارک میں جن چیزوں کو بے حقیقت کہا گیا ہے ان میں سے ایک "ماہ صفر" کو منحوس سمجھنا ہے۔اسلام کے اصولوں اور رسول اللہ ﷺ کی احادیث سے ثابت ہے کہ کوئی زمانہ، دن یا تاریخ اپنی ذات کے اعتبار سے منحوس نہیں ہے۔ بہت سے لوگ اس مہینہ کے بارے میں توہمات کا شکار ہیں۔ کچھ لوگ صفر کے آخری بدھ کو خاص ثواب سمجھ کر نفلی روزہ رکھتے ہیں اور شام کو چُوری یا حلوہ پکا کر کھاتے ہیں اور اس کو "چُوری روزہ" یا "پیر کا روزہ" کہتے ہیں۔ بعض علاقوں میں اس دن چھولے یا گندم ابال کر تقسیم کرتے ہیں۔ کچھ ناواقف لوگ اس دن بہت خوشی مناتے ہیں اور اس دن کو اسلامی تہوار کی سی حیثیت دیتے ہیں۔ بعض لوگ اس دن مٹی کے برتن توڑتے ہیں۔ سو یہ باتیں بے بنیاد اور جہالت پر مبنی ہیں۔

لہذا اس دن کو دوسرے دنوں کی نسبت زیادہ افضل سمجھنا اور مذکورہ کام کرنا بدعت ہے۔ کیونکہ یہ سب چیزیں قرآن وسنت، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین، ائمہ مجتہدین اور سلف صالحین کسی سے ثابت نہیں، یہ سب بعد کے لوگوں کی ایجاد ہے اور اپنی طرف سے دین میں ایک اضافہ ہے جو واجب الترک ہے۔

21 دسمبر اور قیامت

اداریہ

جب کسی قوم کا کوئی رہنما نہ رہے جو ان کی فکری تربیت کرے اور زمانے کے نشیب و فراز سے انہیں آگاہ کرے، تو وہ قوم قوم نہ رہتی بلکہ انسانوں کی ایک بھیڑ بن جاتی ہے، جس کا حال بے حال اور مستقبل بد حال ہو جاتا ہے۔ ہر چھوٹی سی اجتماعی خوشی انہیں خوش فہمی میں مبتلا کر دیتی ہے اور تھوڑا سا بھی قومی غم ان کے قویٰ کو معطل کر دیتا ہے۔ پاکستانی قوم کیونکہ وہ واحد قوم جسے اس وقت کوئی رہنما میسر نہیں ہے اور فکری و نظریاتی بلکہ حد درجہ افسوس کے ساتھ عرض ہے کہ یہ اپنی مذہبی تربیت سے بھی محروم ہو رہے ہیں۔ گزشتہ دنوں پورے ملک کے طول و عرض میں ایک افواہ سر گرم رہی کہ 21 دسمبر کو کائنات کی بساط لپیٹ دی جائے گی اور قیامت قائم ہو جائے گی اور تمام فارغ لوگ زبانی گفتگو کے ذریعے یا موبائل ایس ایم ایس کے ذریعے اس افواہ کو پھیلانے میں مصروف رہے اور یہ خبر پھیلانے والے وہ لوگ تھے جن کو بیکاری جنوں نے سر پیٹنے کے سوا اور کوئی شغل نہیں رہا۔ اس دوران عجیب و غریب ایس ایم ایس پڑھنے کو ملتے رہے، کوئی اسے کسی سیارے کی طرف منسوب کرتا جو عنقریب زمین سے ٹکرائے گا، کوئی کچھ اور لکھتا ہے اور بعض لوگوں نے تو ظرافت طبعی سے کام لیے ہوئے یوں کہا کہ دجال تو 23 دسمبر کو پاکستان آرہا ہے، قیامت 21 دسمبر کو کیسے آسکتی ہے؟

خواب آور لیڈروں کے بارے میں مضحکہ خیز پیغامات چلائے گئے۔ لیکن

سوال یہ تھا کہ بحیثیت مسلمان یہ سب باتیں اور افواہیں اور ان پر یقین کرنا اور فضول کج باسیوں میں اپنا وقت ضائع کرنا ہمیں زیب دیتا ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آدمی کے اسلام کی خوبی یہ ارشاد فرمائی:

"من حسن اسلام المرء ترکہ مالا یعنیہ"

المعجم الاوسط للطبرانی: رقم الحدیث 8402

آدمی کے اسلام کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ فضول، لایعنی کام کو چھوڑ دے۔

اس لیے ایسی افواہوں پر یقین کرنے کی بجائے اس ابدی اور ازلی سچائی یعنی قیامت کی تیاری کرنی چاہیے اور قیامت کے قریب نمودار ہونے والے فتنوں سے آگاہی حاصل کر کے ان سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ ہمیں ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم، اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم، آئمہ مجتہدین وفقہاء اور محدثین حضرات نے جو ہمارے مقتداء اور پیشوا ہیں ہمیں اندھیرے میں نہیں چھوڑا، ہماری راتیں بھی الحمد اللہ شرعی راہنمائی کے اعتبار سے دل سے زیادہ روشن ہیں۔

نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو قیامت کی علامات بیان فرمائی ہیں ہمیں ان کو ہمہ وقت پیش نظر رکھنا چاہیے اور ان تمام برائیوں اور بے حیائی کے کاموں سے رکنا چاہیے جو بروز حشر ہمارا براحشر کریں گے؛ جیسے ماں باپ کی نافرمانی کرنا، دین کو چھوڑ کر دنیاوی تعلیم حاصل کرنا، اولاد کا ماں باپ پر حکمران بن جانا اور امت کے بعد والے طبقات کا اکابرین امت پر لعن طعن کرنا، شراب نوشی، گانے بجانے کے آلات کا عام ہو جانا، سود اور زنا کا عام ہو جانا وغیرہ وغیرہ بالخصوص موجودہ دور میں ٹاک شوز میں الحاد

اور بے راہ روی کے بند دروازے کھول دیے ہیں اور خواندہ وناخواندہ اپنے اسلاف کو جلی کٹی سنانے میں مشغول نظر آتا ہے۔ یہ لمحہ فکریہ ہماری قوم کے لیے ہے جو جھوٹی افواہوں پر یقین کرتے ہیں، لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک فرمودات پر توجہ نہیں کرتے جن میں اس دور پر آشوب میں نمٹنے کے روحانی نسخے بیان کیے گئے ہیں۔ ان کی بہت دل آمیز وضاحت اور فکر مند تشریح برادر مکرم حضرت مفتی ابولبابہ شاہ منصور دامت فیوضہم کی شہرہ آفاق تصنیف "دجال کون؟ کہاں؟ کب؟" میں لکھی گئی ہے، بہتر ہے کہ مفتی صاحب دامت برکاتہم کی ان تصانیف کا مطالعہ کیا جائے جن میں قیامت اور اس کے متعلقات پر بہت اچھی، نفیس اور محققانہ گفتگو کی گئی ہے۔ افواہ سازوں کی افواہوں پر کان نہ دھریں بلکہ پوری توجہ اور محنت سے آخرت کی تیاری کریں۔ اللہ آپ سب کو آسانیوں سے ہمکنار فرمائے اور ہم سب کو وہ کام کرنے توفیق نصیب فرمائے جس سے اللہ تعالیٰ ہم سب سے راضی ہو۔

فقہ کی اہمیت محدثین کی نظر میں

مراسلہ: مولانا محمد حسان۔ مظفر گڑھ

حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ م 198ھ فرماتے ہیں: الحدیث مضلة الا الفقهاء
[کتاب الجامع للقیروانی ص118]

ترجمہ: حدیث فقہاء کے سوا سب کو رستے سے بچلا دیتی ہے (یعنی اس کے دقائق فقہاء ہی سمجھ سکتے ہیں)

اور یہ بھی فرمایا: التسلیم للفقهاء سلامة فی الدین (ایضا)

ترجمہ: فقہاء کی بات تسلیم کرنا دین کی سلامتی کی ضمانت ہے۔

حضرت امام وکیع بن الجراح رحمہ اللہ م 197ھ لکھتے ہیں:

حدیث یتداوله الفقهاء خیر من ان یتداوله الشیوخ۔ (معرفة علوم الحدیث ص11)

ترجمہ: حدیث فقہاء کے ہاتھ لگے اس سے بہتر ہے کہ اسے حدیث کے اساتذہ ہی روایت کرتے رہیں۔

ضمیر فروشی سے خود فراموشی تک

مولانا محمد رضوان عزیز حفظہ اللہ

راقم نے کچھ عرصہ قبل ایک عبوس قلم کی عبوسیت کا علاج کیا تھا جس نے اپنا کاروبار بوتل فروشی سے ضمیر فروشی تک وسیع کر لیا تھا، لیکن علاج کے لیے لکھے گئے مضمون کا انہیں فائدہ تو تب ہوتا اگر وہ اسے غور سے پڑھتے بجائے اپنی غلطی اور اپنے قلم کی شوخی سے تائب ہونے کے وہ آپے سے باہر ہوگئے اور ضمیر فروشی سے خود فراموشی پر اتر آئے اپنے ہی قواعد وضوابط اور اپنی خود ساختہ تحقیقات کو پس پشت ڈال کر عربدہ پردازی فرمائی ہے۔

موصوف نے حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمہ اللہ کی شہرہ آفاق تصنیف فضائل اعمال جس نے لاکھوں انسانوں کی زندگیوں میں انقلاب برپا کیا ہے اور گمراہوں کو راہ ہدایت دکھائی ہے بے عمل لوگوں کو قائم اللیل اور صائم النہار بنایا اس عظیم الشان کتاب پر اعتراض کرتے ہوئے اس کتاب کی عظمت لوگوں سے کم کرنے کی مذموم حرکت کی جس کا راقم نے مدلل جواب لکھا اور ان کی غلط فہمی پر انہیں متنبہ کیا لیکن تعصب کا کیا علاج؟ موصوف نے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اپنے صحیفے جلانے والی روایت پر جرح کی اور شیخ الحدیث صاحب کے اسے فضائل اعمال میں ذکر کرنے پر کبیدہ خاطر ہوئے کہ شیخ الحدیث صاحب انکار حدیث کے راستے پر گامزن ہیں فیاللعجب۔۔۔۔

غیر مقلدوں اور تمام گمراہ لوگوں کی ایک عادت ہوتی ہے کہ اپنے دماغ سے

ایک خاکہ مرتب کر کے ڈھول پیٹنا شروع کر دیں گے کہ دیکھو یہ لکھا ہے وہ لکھا یہ نص کے خلاف ہے سند سے ثابت نہیں ہے وغیرہ وغیرہ۔

صحیفہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے جلانے کا واقعہ کئی کتب میں موجود ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ درجہ صحت کو یہ روایت نہیں پہنچتی لیکن اگر اس کے رواۃ پر جرح کی گئی یا اس میں کوئی کذاب راوی ہے تو اس میں محدثین کا کیا قصور ہے جنہوں نے اِسے نقل کیا ہے حالانکہ موضوع ضعیف اور بے سند واقعات نقل کرنے میں جو آپ کا اپنا اصول ہے وہ بھی تھوڑی دیر (ص 9 پر آ رہا ہے) بعد پیش کرتا ہوں پہلے اس واقعہ کی تخریج ملاحظہ فرمالیں جس واقعہ کو حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ نے تذکرۃ الحفاظ کے حوالے سے نقل کیا ہے بعینہ اسی واقعہ کو دوسرے محدثین نے بھی نقل کیا ہے:

تذکرۃ الحفاظ للذہبی ج 1 ص 11

جامع الاحادیث للسیوطی ج 25 ص 120 رقم 27730

کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال ج 10 ص 285

حجیۃ خبر الآحاد فی العقائد والاحکام ج 1 ص 70

الاستشراق وموقفہ من السنۃ النبویۃ ج 1 ص 73

ریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ ج 1 ص 93

مکمل حدیث اس طرح ہے:

قالت عائشة: جمع أبي الحديث عن رسول الله صلى الله عليه وسلم وكانت خمسمائة حديث فبات ليلته يتقلب كثيرا قالت: فغمني فقلت: أتتقلب

لشکوی أو لشيء بلغك؟ فلما أصبح قال: أي بنية هلمي الأحاديث التي عندك فجئته بها فدعا بنا فحرقها فقلت: لم أحرقتها؟ قال: خشيت أن أموت وهي عندي فيكون فيها أحاديث عن رجل قد ائتمنته ووثقت ولم يكن كما حدثني فأكون قد نقلت ذاك۔

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے والد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پانچ سو احادیث کا ایک ذخیرہ جمع کیا تھا۔ ایک رات میں نے دیکھا کہ وہ نہایت بے چین ہیں، کروٹیں بدل رہے ہیں۔ مجھے یہ حالت دیکھ کر بے چینی ہوئی۔ دریافت کیا کہ کوئی تکلیف ہے یا کوئی فکر کی بات سننے میں آئی ہے؟ غرض تمام رات اسی بے چینی میں گزری اور صبح فرمایا کہ وہ احادیث جو میں نے تیرے پاس رکھوا رکھی ہیں اٹھالا! میں لے کر آئی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان کو جلا دیا۔ میں نے پوچھا کہ کیوں جلا دیا؟ ارشاد فرمایا کہ مجھے اندیشہ ہوا کہیں ایسا نہ ہو کہ میں مر جاؤں اور یہ میرے پاس ہوں، ان میں دوسروں کی سنی ہوئی روایتیں بھی ہیں جن کو میں نے معتبر سمجھا ہو اور وہ واقع میں معتبر نہ ہوں اور اس کی روایت میں کوئی گڑبڑ ہو جس کا وبال مجھ پر ہو۔

اس حدیث کے نقل کرنے کے بعد حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ نے جو نتیجہ اخذ کیا وہ تھا کہ بلا دھڑک بلا تحقیق حدیث بیان کرنے میں احتیاط کرنی چاہیے لیکن حدیث کی تحقیق کرنا یا بیان حدیث میں خوف خدا کے پیش نظر احتیاط سے کام لینا یہ ان لوگوں کے لیے ہوتا ہے جن کے پاس آخرت کی پیشی کا کوئی متبادل انتظام نہ ہو مگر موصوف اور اس کی پارٹی نے چونکہ خوف آخرت خوف جہنم یا جزاء وسزا کا کوئی مناسب حل نکال لیا ہے اس لیے وہ اس نصیحت کے مخاطب نہیں تھے وہ اپنے پیشرو

حضرات کی طرح بلا دھڑک وبلا تحقیق جھوٹ بولیں اور کھلم کھلا کذب علی اللہ اور کذب علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارتکاب کریں۔ یہ اہل حدیث حضرات اللہ تعالی اور جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولنے میں کس قدر بے باک ہیں میں کذب علی اللہ اور کذب علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک ایک مثال ذکر کرتا ہوں تاکہ اس فرقہ کے گلشن کی بہار سے آپ خزاں کا اندازہ لگا سکو۔

فرقہ اہل حدیث کا ایک بے لگام "محقق" محمد رئیس ندوی اللہ پر جھوٹ بولتے ہوئے لکھتا ہے: "کتاب اللہ میں ایک مجلس کی تین طلاقوں کو ایک قرار دیا گیا ہے"

[تنویرالآفاق فی مسئلۃ الطلاق ص487]

اس جھوٹ پر تو شیطان بھی سر پیٹ کر رہ گیا ہو گا اگر الحدث کے قلم کاروں کے پاس ایسی کوئی آیت ہے جو مسلمانوں کے قرآن میں تو ہمیں تلاش بسیار کے باوجود نہیں مل سکی اگر ان کے نسخے میں ہو تو ہمیں مطلع فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔

اور جناب کے مذہب کے دوسرے خطیب الہند صاحب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولتے ہوئے لکھتے ہیں: "امام محمد بن حماد رحمہ اللہ فرماتے ہیں مجھے منام میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ماتقول فی النظر فی کلام ابی حنیفۃ انظر فیھا واعمل علیھا قال لا لا لا ثلاث مرات الخ

کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا [خواب میں] کہ کیا ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کے کلام کو دیکھنے اور اس پر عمل کرنے کی اجازت دیتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں نہیں نہیں تین بار انکار فرمایا، الخ

محمد بن حماد کا خواب نقل کرنے کے بعد جناب خطیب الہند محمد جونا گڑھی غیر مقلد صاحب فرماتے ہیں دوستو،اس حدیث رسول کو پھر ایک مرتبہ پڑھ جاو اور اپنے کلمے کی لاج رکھ کر انصاف کرلو کہ جس روش پر تم ہو وہ رسول خدا کو پسند ہے یا نہیں؟خدا کا شکر ہے آج یہ حدیث آپ کے کانوں تک پہنچا کر میں حق تبلیغ سے فارغ ہورہاہوں۔

[طریق محمدی ص38،39]

جناب آپ کے مسلک میں بوقت ضرورت امتیوں کے خواب بھی حدیث رسول بن جاتے ہیں توکذب علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سے بدتر مثال اور کیا ہوگی اس لیے زبیر صاحب آپ بے فکر ہوکر احادیث گھڑتے رہو اور جھوٹ کی اشاعت کرتے رہو ہم چونکہ کمزور لوگ ہیں جہنم اور قبر سے خوف آتاہے اس لیے ہمیں ہمارے شیوخ رحمہم اللہ احتیاط سے بات کرنے کا مشورہ دیتے ہیں آپ تو دوزخ کے عذاب پر جری لوگ ہیں آپ بے فکر رہیں۔فما اصبرھم علی النار

موصوف نے حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمہ اللہ کے بارے میں کہاہے کہ لایصح کا جملہ جان بوجھ کر چھپاگئے ہیں۔سبحان اللہ بریلوی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب کہیں تو جناب کی کفرساز مشینری شرک شرک کے فتوے لگانے شروع کردیتی ہیں اور خود جناب زبیر صاحب اپنی ہوش سنبھالنے سے بھی پہلے دنیا سے تشریف لے جانے والے شیخ الحدیث رحمہ اللہ کی نیت پر مطلع ہوگئے ہیں جناب ہم نے تو یہ سنا تھااور ہمارا عقیدہ ہے کہ دلوں کے راز اللہ ہی جانتاہے اب کیا دلوں کی نیتیں اور بھید جاننے کے لیے معاذاللہ خداتعالیٰ نے آپ کو اپنا سیکرٹری رکھ لیاہے جو اتنے جزم

وثوق کے ساتھ کہہ رہے ہیں کہ جان بوجھ کر چھپا لئے ہیں۔ زبان چلانے سے پہلے تھوڑا سا وقت دماغ کو بھی سوچنے کا دے دیا کریں تو نوازش ہو گی۔

''لم یصح'' سے پہلے ایک نظر ادھر بھی:

حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ نے لم یصح کا لفظ نقل نہیں کیا لیکن اصل کتاب کا حوالہ جب دے دیا تو وہ اس سے بری الذمہ ہو گئے اب اگر انہوں نے اس کو انکار حدیث کی دلیل بنایا ہوتا تو پھر استدلال بھی باطل تھا جیسا کہ برق صاحب نے کیا مگر انہوں نے تو اس احتیاط فی الحدیث کا مستدل بنایا ہے اب جناب یہ فرمائیں کہ بیان حدیث میں احتیاط کرنا جرم ہے اور چونکہ اب یہ حدیث سنداً صحیح ثابت نہیں ہوئی لہذا جو بھی منہ میں آئے واہی تباہی بکتے رہنا چاہیے؟؟؟؟؟

نیز اس ''لم یصح'' سے پہلے ذرا اپنے گھر کی خبر لیں وہ کس قدر دیانت داری سے عبارتوں کے نقل کرنے میں خیانت اور تحریف کا ارتکاب کرتے ہیں اور اصل کتاب میں اگر لفظ ٹھیک لکھے ہوں اور اس سے نقل کرنے میں کسی جگہ خطاء ہو جائے تو خطا والے الفاظ لے کر اپنے مسلک کی بنیادیں کھڑی کر لیتے ہیں۔

مثلاً مکاتیب رشیدیہ میں حضرت رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ نے اپنے شیخ کو خط لکھا ہے وہ درج ہے فضائل صدقات میں مکاتیب رشیدیہ سے وہ خط نقل کرنے میں کچھ لفظی خطا ہو گئی اور آپ کے شیخ واستاد بغض اہل السنۃ میں ہر وقت جلتے رہنے والے زئی صاحب کی ہرزہ سرائی ملاحظہ فرمائیں:

''دیوبندی مذہب کے تیسرے بڑے امام رشید احمد گنگوہی صاحب لکھتے ہیں: یا اللہ معاف فرمانا کہ حضرت کے ارشاد سے تحریر ہوا ہے جھوٹا ہوں کچھ نہیں تیرا

ہی ظِل ہے تیرا ہی وجود ہے میں کیا ہوں کچھ نہیں ہوں اور وہ جو میں ہوں وہ تو ہے اور میں اور تو خود شرک در شرک ہے استغفر اللہ۔۔۔۔۔"

[فضائل صدقات حصہ دوم ص558 وللفظ لہ مکاتیب رشیدیہ ص10]

اس عبارت میں گنگوہی صاحب نے صاف صاف یہ عقیدہ بیان کیا ہے کہ یا اللہ۔۔۔۔۔اور وہ جو میں [یعنی گنگوہی] ہوں وہ تو [یعنی اللہ] ہے اور میں اور تو [کہنا] خود شرک در شرک ہے۔ معلوم ہوا گنگوہی صاحب اپنے آپ کو خدا سمجھتے تھے۔

[مکی لات ج1ص602]

جناب اپنے مکی لات [مقالات] میں کس قدر تحریف کی بین القوسین الفاظ زبیر صاحب کے تحریر کردہ ہیں جو اپنے خبث باطن کی تسکین اور اپنے خود نوشتہ کتبے کو دلیل فراہم کرنے کے لیے جناب نے لکھے ہیں اور اصل عبارت سے جو مکاتیب رشیدیہ میں موجود ہے اس سے جناب کی خیانت اور الزام تراشی کا بھانڈا پھوٹ جانا تھا اس لیے فضائل صدقات کے غلطی سے لکھے گئے الفاظ نقل کر کے واللفظ لہ کہہ دیا جناب کیا آپ کی تحقیق یہی ہے کہ اصل کتاب کے ہوتے ہوئے بھی نقل کی خطا پر اپنے موقف کی بنیاد رکھو اب آیئے مکاتیب رشیدیہ کی اصل عبارت کی طرف۔

یا اللہ معاف فرمانا۔۔۔۔۔اور وہ جو میں [تکبر علمی اردو لغت ص 1471] ہے وہ تو ہے اور میں [تکبر] اور تو [اللہ] خود شرک در شرک ہے استغفر اللہ

اب اصل عبارت "میں ہے" کو فضائل صدقات میں "میں ہوں" سے بدل دیا گیا تو جناب کو غوغا آرائی کا بہانہ مل گیا۔ ویسے آپ زئی صاحب سے ذرا پوچھیں تو صحیح اگر بغض امام اعظم رحمہ اللہ کی وجہ سے عقل ماری نہیں گئی تو کیا بتانا پسند کریں گے کہ جب گنگوہی صاحب خود کو خدا سمجھ رہے ہیں تو پھر استغفار کس سے کر رہے ہیں ؟جی

چاہتا ہے آپ کے الفاظ آپ ہی پر لوٹا دوں کہ کیا اہل حدیثوں میں کوئی ایسا نہیں جو زبیر زئی صاحب کو سمجھائے کہ اپنی اوقات سے باہر پاوں نہ پھیلائیں

[الحدیث ش77ص12، 11مع تغیر یسیر]

جناب زبیر صاحب ! آپ اپنے استاد سے پوچھیں کہ مکاتیب رشیدیہ والی عبارت کیا سمجھ کر ہضم کر گئے تھے پھر شیخ الحدیث رحمہ اللہ کے بارے میں بات کرنا [الحدیث ش97ص26] پر جناب نے تنبیہ کے نام پر اپنی علمی بے طالعی کا ایک اور نمونہ پیش کیا ہے۔ کہ محمد رضوان عزیز کے نام کے ساتھ ''مفتی'' کا لفظ بھی لکھا ہے جب کہ آپ دیوبند کے نزدیک معتبر کتاب فتاویٰ عالمگیری میں لکھا ہے: اجمع الفقہاء علی ان المفتی یجب ان یکون من اھل الاجتہاد [فتاوی عالمگیری ج3ص308] کہ مفتی کا اہل اجتہاد میں سے ہونا واجب ہے۔

پھر ادھر ادھر سے کچھ حوالے جمع کرنے میں کچھ وقت صرف کیا کہ اب اجتہاد کا دروازہ بند ہو چکا ہے تو جناب آپ نے جتنا زور اجتہاد کے بارے میں حوالے جمع کرنے میں لگایا ہے اس سے کم وقت میں عالمگیری کا گلا صفحہ بھی دیکھ لیتے تو اتنی زحمت نہ اٹھانا پڑتی:

وان لم یکن لہ من اھل الاجتہاد لا یحل لہ ان یفتی الا بطریق الحکایۃ

[عالمگیری ج3ص309]

کہ اگر مفتی مجتہد نہ ہو تو اس کے لیے حکایتا فتویٰ دینا جائز ہے۔ اب اس عبارت کے بعد آپ کی اتنی محنت اکارت گئی، خیر آپ معذور ہیں، ہر ماہ الحدیث کا ایڈیشن بھی تو نکالنا ہے، کچھ نہ کچھ تو لکھنا ہی ہے، جب علم ختم ہو جائے پھر حسب عادت

دو ماہی کر دیا کرو ورنہ پھر پرانی عادت ماہواری اسی طرح ادھر ادھر کی ہانک کر چلاتے رہو۔

صحیح سے استدلال:

اگر جناب موصوف زئی صاحب کا سلسلہ نسب قوم شعیب سے نہیں ملتا تو کیا یہ بتانا پسند کریں گے کہ آپ کے لینے کے باٹ اور دینے کے باٹ اور کیوں ہوتے ہیں؟ جناب نے اپنے مضمون کے ص 27 پر لکھا ہے:" رضوان عزیز صاحب اور آل دیوبند پہلے اس روایت کو صحیح تو ثابت کر دکھائیں پھر استدلال کر کے نصیحت بھی کر لیں جب جناب سے میرا سوال ہے کہ آپ حضرات صرف صحیح سے ہی استدلال کرتے ہیں؟ جب کہ آپ کے الحدث میں آپ کے خود ساختہ اصول سے حسن ثابت ہونے والی احادیث سے بھی استدلال کیا جاتا ہے اور آپ کے عزم میں یہ لکھا ہے ہوا ہے " صحیح و حسن روایات سے استدلال"۔

جب خود حسن سے بھی استدلال کرتے ہو تو دوسروں کے لیے صرف صحیح کی شرط کیوں؟ اور شاید محترم کو معلوم نہ ہو کہ مجتہد کا کسی حدیث سے استدلال کرنا اس کے صحیح ہونے کی دلیل ہے:

المجتهد اذا استدل بحديث كان تصحيحا له

[التحرير لابن الهمام رد المختار ج7ص87]

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:" وقد احتج بهذا الحديث احمد وابن المنذر وفي جزمهما بذالك دليل على صحته عندهما

[التلخيص الحبير ج1ص143]

کہ اس حدیث سے امام احمد اور امام ابن المنذر رحمہا اللہ نے احتجاج کیا ہے

یعنی اسے دلیل بنایا ہے اور ان دونوں کا اس حدیث سے استدلال کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے۔

نیز حدیث کی صحت اور عدم صحت کی جرح تو اس راوی پر ہو گی جس نے کذب بیانی سے کام لیا ہے نہ کہ ناقل محدث پر جیسا کہ آپ کے الحدث میں ہی لکھا ہے: "کسی محدث کا بے اصل روایات بیان کرنا اس محدث کے مجروح ہونے کی دلیل نہیں ہے ابن ماجہ خطیب بغدادی ابو نعیم اصبہانی وغیر ہم نے متعدد بے اصل بلکہ موضوع روایات بیان کی ہیں ان روایات میں جرح دوسرے راویوں پر ہوتی ہے نہ کہ محدثین پر"

[الحدث ش49ص33]

لیجئیے جناب! یہ منہ مانگی۔۔۔۔۔ آپ کو آپ کے گھر سے فراہم کر دی ہے، اس لیے شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ پر زبان درازی کی بجائے ان رواۃ پر جرح کرو جنہوں نے اس ضعیف غیر صحیح حدیث کو بیان کیا ہے۔

دلچسپ بات:

جناب زبیر صاحب نے اپنی علمی بوکھلاہٹ کا ایک اور نمونہ پیش کرتے ہوئے ص27 پر لکھا:

" دلچسپ بات تو یہ ہے کہ شیخ الحدیث صاحب کی نصیحت کا انجام یوں ہوتا ہے: یہی بات ہے کہ امام اعظم رحمہ اللہ سے حدیث کی روایتیں بہت کم نقل کی گئی ہیں (فضائل اعمال ص101 الحدیث 97ص27)

لیکن الیاس گھمن صاحب نے قافلہ حق میں لکھا ہے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ

کے بیان کردہ احادیث پر مشتمل مسانید اور مجموعوں کی تعداد 25 سے بھی زیادہ ہے"

الحدیث:ص28 ملخص

نیز امام اعظم رحمہ الہ تعالی سے روایت حدیث کم تھی۔

الحدیث:ص28 ملخص

غالب نے کیا خوب کہا؛

کھلے گا کس طرح مضمون میرے مکتوب کا یارب

قسم کھائی ہے اس کافر نے کاغذ کے جلانے کی

جناب زبیر صاحب! آپ بھی خدارا اپنی قسم توڑیے اور عقل کو استعمال کیجیے کہ روایات کا کم ہونا اور روایت حدیث کا کم نقل ہونا یہ دونوں ایک ہی چیز ہے؟؟؟

شیخ الحدیث رحمہ اللہ نے تو یہ فرمایا ہے کہ امام اعظم رحمہ اللہ سے احادیث کم نقل کی گئی ہیں اور قافلہ حق میں ان جاہلوں کی تردید کی گئی ہے جنہوں نے کہا کہ امام صاحب سے روایت حدیث کم ہے۔ کم ہونے اور کم نقل ہونے میں کچھ فرق ہے جو شائد آپ نہیں سمجھ سکے۔

تبلیغی نصاب اور محقق سخن ساز:

شائد جناب زبیر صاحب کی ذمہ داری ہے کہ "الحدث" کے نو، دس صفحات آپ نے ہر حال میں سیاہ کرنے ہیں، اس لیے جناب کے پاس کام کی بات تو چونکہ ہوتی نہیں ہے لہذا سخن سازی کرتے ہوئے موضوع سے ہٹ گئے اور ایک نئی بحث چھیڑ دی کہ تبلیغی نصاب میں بھی فلاں فلاں روایت مردود ہے۔

جناب! اگر آپ کا حافظہ کام کرے یا آپ کا کبھی اپنے "شیخ" کی "مکی لات" (مقالات) پڑھنے کا موقع ملے تو اس کا صفحہ نمبر 588 کا مطالعہ فرمالینا جس میں آپ

کے "شیخ صاحب" لکھتے ہیں:

میرے اس مضمون اور کتاب کا مکمل جواب دیں۔ اگر وہ انہیں متن میں رکھ کر مکمل جواب نہیں دیں گے تو ان کا جواب باطل و کالعدم سمجھا جائے گا۔
مکی لات: ج1 ص588

اس لیے جناب زبیر صاحب! اگر آپ کو فضائل اعمال یعنی تبلیغی نصاب پر اعتراض کرنا ہے تو اپنے خود ساختہ اصولوں کے مطابق مکمل کتاب کو متن میں رکھ کر جواب دیں ورنہ آپ کا ہر جواب باطل و کالعدم سمجھا جائے گا۔ ہاتھی کے دانت والی پالیسی آپ نے کسی مجبوری سے اختیار کی ہے۔

ویسے حیرت کی بات ہے آپ کو اپنی لکھی ہوئی کتب پڑھنے کا بھی اتفاق نہیں ہوتا۔ آپ کے استاذ کی قبولیت کا اندازہ اسی سے لگا لیں کہ شاگرد نے بھی ابھی تک مقالات نہیں پڑھی ورنہ تبلیغی نصاب کی چند روایات پر اعتراض کرنے کی غلطی نہ کرتا۔

تین طلاق ایک۔۔۔ کس کا مذہب؟

مراسلہ: مولانا محمد حسان۔ مظفر گڑھ

1: مرزائیوں کی نام نہاد "فقہ احمدیہ" میں لکھا ہے: "لہذا فقہ احمدیہ کے نزدیک اگر تین طلاقیں ایک دفعہ ہی دے دی جائیں تو ایک رجعی طلاق متصور ہو گی" (فقہ احمدیہ :ص:80)

2: اہل تشیع کی کتاب "المبسوط فی فقہ الامامیہ" میں لکھا ہے: تین طلاقیں ایک لفظ سے دی گئی ہوں یا ایک طہر میں علیحدہ علیحدہ دی گئی ہوں ہمارے نزدیک ان میں سے صرف ایک طلاق واقع ہوتی ہے۔ (ج5،ص4)

3: عبد الرحمن کیلانی غیر مقلد نے لکھا: ہمارے نزدیک۔۔۔۔ مجلس واحد کی متعدد یکجائی طلاقیں ایک طلاق شمار ہوتی ہے۔ (ایک مجلس کی تین طلاقیں اور ان کا۔۔۔حل ص9)

غیر مقلدوں کا غور کرنا چاہیے کہ ان کا قارورہ کس سے ملتا ہے؟!

آئینہ کو گالی نہ سمجھو

مولانا محمد رضوان عزیز حفظہ اللہ

جناب زبیر صادق آبادی صاحب نے مجھ پر دشنام طرازی اور گندی زبان استعمال کرنے کا الزام عائد کرتے ہوئے مولانا منظور نعمانی صاحب کی ایک نصیحت نقل کی۔ یہ نصیحت فرمانے کا حق جناب کو تب ہوتا اگر میں نے جناب کو اصالتاً کوئی گالی دی ہوتی۔ راقم نے تو جناب کو آئینہ دکھایا تھا اور جناب کے طرز پر انہی کے الفاظ تغیر یسیر کے ساتھ واپس کئے تھے، جو جناب ہضم نہ کر سکے اور چلانا شروع کر دیا کہ یہ تو علامتِ نفاق ہے۔ چلو آئینہ سامنے رکھ کر دوبارہ دیکھ لیں اور فیصلہ کریں کہ علامت نفاق کا مستحق کون ہے؟ گالیاں دینے والا یا آئینہ دکھانے والا اور پھر آئینہ دکھانے کی تاریخ اور اپنی آب کوثر سے دھلی سلسبیل و زنجبیل سے شیریں زبان کی گل پاشی کی تاریخ کا موازنہ بھی فرمالیں شاید کہ۔۔۔ لیکن نہیں شرم نہیں آئے گی اور شرمانے کا تکلف بھی نہ کرنا۔ آپکا تو خمیر ہی غیر مقلدیت کی اس مٹی سے اٹھا ہے جس میں شرم وحیا کے جراثیم نہیں ہوتے۔ تو لیجئے ملاحظہ کیجئے اپنی گوہر افشانی!

الحدیث	قافلہ حق
ڈیروی صاحب نے بکواس کرتے ہوئے اس کتاب میں لکھا (الحدیث ش 66ص449)	عبد اللہ پاگل پوری (ج 5ش1ص16جنوری 2011ء)
دیوبندیوں کی بکواس ہے	برساتی مینڈکوں کی طرح ٹرانے لگے

(الحدیث ش68ص2)	(ج4ش3 ص40جولائی 2010ء)
جن کے پیشوا اور اکابر جھوٹے ہیں (ش40ص63)	**ان کا ناپاک وجود**(ج4ش3ص39جولائی2010)
تھانوی صاحب۔۔۔شعبدہ بازی سے کام لیا (ش49ص41)	**ان فنکاروں نے نیاٹوپی ڈرامہ کیا** ج4ش3ص40 جولائی اگست2010ء
کرائے کا کذاب(ش40ص60)	**کرائے کے ٹٹو**(ج4ش3ص40 جولائی اگست 2010ء)
جاہل(ش40ص60)	**میراثی**(ج5ش1ص13جنوری2010)
دیوبند کے لکھاری اور مداری کا بہت بڑا جھوٹ ہے (ش80ص26 جنوری2011)	**افغان بھگوڑا+ بھگوڑوں** (ج 4ش1ص15جنوری2010)
تقلید بھی اندھی امام بھی اندھا (ش79ص30دسمبر2010)	**تمھارا گرو گھنٹال عبداللہ بہاولپوری** (ج 4ش1ص16جنوری2011)
دیوبندی بریلوی۔۔۔بلکہ یہ لوگ ماتریدی، جہمی وجودی، صوفی اور غالی بدعتی ہیں(ش79ص38دسمبر2010)	**غیر مقلد زنبوری طنبوری** (ج 5ش1ص13جنوری2011)
جاہل ڈیروی(ش40 ص60)	**عبداللہ پاگل پوری**(ج5ش1ص12 جنوری 2011)
ڈیروی صاحب کا جھوٹ(ش41ص52)	
اوکاڑوی کی زبان درازی(ش94ص12)	
آل دیوبند کی طرح ضدی ہٹ دھرم اور	

	متعصب(ش80ص26 جنوری 2011)
	کذابوں کا کذاب(ش40ص60)
	بذات خود انتہائی قسم کے جھوٹے اور بے سند(ش26ص32جولائی2006)
	غازی پوری کے ہاں ذہانت کے فقدان اور خیانت(ش85ص13جون2011)
	قافلہ باطل کے تنخواہ دار (ش78ص43جون2010)
	چور ہیرا پھیری سے ہی پہچانا جاتا ہے (ش79ص29دسمبر2010)
	فریبیوں کا فریب(ش40ص60)
	علم حدیث کی ابجد سے بھی نابلد (ش40ص60)
	الیاس گھمن اینڈ کمپنی (ش83ص17اپریل2011)
	گھمنی نماز (ش94ص90مارچ اپریل 2012)
	زکریا کاندھلوی تبلیغی نے بھی خیانت سے کام لیا(ش81ص35فروری2011)

	ماسٹر امین اکاڑوی کی دورخی (ش65ص29)

قارئین کرام! آپ نے ملاحظہ کر لیا کہ ہم نے ان کے 24 "فرمودات" میں سے صرف 10 کا آئینہ دکھایا تو جناب چیخ اٹھے۔ ابھی تو بہت قرض باقی ہے۔

توجناب! یہ ہے وہ آپ کا مبارک چہرہ جس سے سوائے گالیوں کے کچھ نکلتا ہی نہیں بلکہ بقول متنبی [اکتفاء بر ترجمہ]:

"بتوں سے گمراہ ہوتی قومیں تو دیکھیں تھیں البتہ ہوا کے مشکیزے سے گمراہی پھیلتی نہیں دیکھی۔ مگر ان بتوں میں اور ان میں یہ فرق ہے کہ وہ بت خاموش ہیں اور یہ بولتے ہیں۔ جب ان کو ہلاؤ تو اوپر یا نیچے سے بدبو خارج کرتے ہیں۔"

توجناب! پہلے اپنے معدہ اور زبان کا علاج کروائیں، پھر دوسروں کو مشورے دیں اور جناب موصوف نے الحدیث شمارہ 81 میں راقم کے خلاف لکھے گئے ایک مضمون کی طرف اشارہ کیا ہے۔ میں بھی قافلہ حق کے قارئین سے درخواست کروں گا کہ اس مضمون کو ضرور پڑھیں اور ساتھ اس مضمون کو بھی پڑھیں جس کا جناب نے جواب لکھا ہے، پھر آپ کو غیر مقلدین کی سمجھ آئے گی یہ لوگ فریب دینے کے کتنے ماہر ہیں!

جناب نے میرے مضمون "خمیرہ پاپوش" کا جو کہ قافلہ حق جلد 5 شمارہ نمبر 1 صفحہ 9 پر شائع ہوا ہے، اس میں زبیر علی زئی صاحب کی مرزائیوں اور مسعودیوں کے درمیان پائی جانے والی 20 مطابقتیں کاؤنٹ تھیں، جس میں جناب خود کو دانستہ یا نادانستہ فراموش کر گئے تھے۔ راقم نے باحوالہ یاد دھانی کروائی کہ آپ اپنے قافلہ سے بچھڑ رہے ہیں، ان 20 مسائل میں غیر مقلدین مرزائی اور مسعودی برابر کے شریک

ہیں۔اس کا جواب تو یہ تھا کہ میرے ان حوالوں کو غلط ثابت کرنے کی کوشش کرتے، مگر جناب نے ایڑھی چوٹی کا زور لگا یا یہ ثابت کرنے کے لیے کہ ہمارے پیچھے نماز جائز ہے، فلاں نے یوں کہا فلاں نے یوں کہا۔ یہ تو بالکل ایسے ہی ہے:

إذا قيل للبغل من ابوك قال الفرس خالي

کہ کسی نے خچر سے پوچھا: تیرے باپ کا نام کیا ہے؟ تو خچر نے کہا کہ گھوڑا میرا اماموں ہے۔

میں نے اپنے مضمون "خمیرہ پاپوش" میں کہیں بھی نہیں کہا کہ غیر مقلد مرزائیوں کی طرح کافر ہیں، میں نے تو صرف وہ 20 باتیں باحوالہ جناب کی خدمت میں پیش کی تھیں جو جناب نے خود مرزائیوں اور مسعودیوں کے بارے میں رقم کی تھیں۔ اگر ہمت تھی تو ان کا رد کرتے لیکن وہ تو آپ سے نہ ہو سکا اور نہ ان شاء اللہ ہو سکے گا، تو اپنے "ماہواری" رسالے کا پیٹ بھرنے کے لیے ورق سیاہ کرنے کو جواب دینا نہیں کہتے۔ اگر میں اپنی طرف سے کوئی اضافی بات لکھتا تو اس طرح لکھتا مثلاً میں کہتا۔۔۔

1: مرزائی پگڑی پر مسح کے قائل ہیں (فقہ احمدیہ ج 1ص13) اور غیر مقلد بھی پگڑی پر مسح کے قائل ہیں (علماء حدیث ج1ص103)

2: مرزائی مسح علی الجوربین کرتے ہیں (فقہ احمدیہ ج1 ص20) غیر مقلد بھی مسح علی الجوربین کرتے ہیں (فتاویٰ ثنائیہ ج1 ص441)

3: مرزائی نماز میں سینے پر ہاتھ باندھتے ہیں (فقہ احمدیہ جلد1 ص 74) غیر مقلد بھی نماز میں سینے پر ہاتھ باندھتے ہیں (مقالات)

4: مرزا اور مرزائی بھی رفع الیدین کرتے ہیں (سیرت مہدی ج3 ص48 فقہ احمدیہ

ج1ص37) غیر مقلد بھی رفع الیدین کرتے ہیں۔

5: مرزائی جمع بین الصلوٰتین کرتے ہیں(سیرت مہدی ج3 ص220) غیر مقلد بھی جمع بین الصلوٰتین کے قائل وفاعل ہیں۔

6: مرزائی 9 میل پر قصر کرتے ہیں (فقہ احمدیہ ج1 ص73) غیر مقلد بھی 9 میل پر قصر کرتے ہیں(فتاویٰ ثنائیہ جلد1 ص132،فتاویٰ علمیہ ص436)

اس طرح اور بھی بہت سے حوالے ہیں جن کو طوالت کے خوف سے قلم انداز کررہاہوں۔ صرف ایک حوالہ آپ کے گھر سے پیش کررہاہوں کہ آپ کی اصل حیثیت کیاہے اور آپ واقعی اتنے برے لوگ ہو کہ آپ کے اپنے بھی کہہ اٹھے:

”بعض عوام کالا نعام گروہ اہل حدیث میں ایسے بھی ہیں جو اہل حدیث کہلانے کے مستحق نہیں، ان کولا مذہب، بد مذہب، ضال و مضل جو کچھ کہو زیباہے، یہ وہ لوگ ہیں جو نہ خود کتاب و سنت کا علم رکھتے ہیں نہ اپنے گروہ اہل علم کا اتباع کرتے ہیں۔ کسی سے کوئی حدیث سن کر یا کسی اردو مترجم کتاب میں دیکھ کر نہ صرف اس کے ظاہر معنیٰ کے موافق عمل کرنے پر صبر کرتے ہیں بلکہ اس میں اپنی خواہش نفس کے موافق استنباط و اجتہاد بھی شروع کر دیتے ہیں جس میں وہ خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔“ [تاریخ اہل حدیث از ڈاکٹر بہاؤالدین ص164]

اور یہ وہی تاریخ اہل حدیث ہے جس کی عبارتیں نقل کر کے تم اپنے ماہواری رسالہ کانامہ اعمال سیاہ کرتے ہو۔ دیکھیں (الحدیث ش77کا آخری صفحہ)

لہذا محترم زبیر صاحب! یہ آئینہ ہے گالی نہیں اور حدیث نفاق کا مصداق کون ہے؟ یہ فیصلہ خود کرلیں۔

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

مولانا مقصود احمد حفظہ اللہ

انسان کو اللہ رب العزت نے روح اور جسم سے بنایا ہے۔ یہ دونوں عام دنیا کے روز شبینہ تغیر سے متاثر ہوتے ہیں، مثلاً جسم کو سردی، گرمی اور عناصر اربعہ کا بگاڑ مریض بنا دیتا ہے تو اسی طرح روح کو کئی ساری روحانی امراض مثلاً سچائی کے بگاڑ سے جھوٹ، خدا داد طاقت پر نخرہ کرتے ہوئے دوسروں کو نگاہ قلب وبدن سے گرا دینے سے تکبر، حسن تعریف کے فقدان سے بدگوئی، محبت خدا سے خالی دل میں حب جاہ ومال، کفران نعمت سے ناشکری، چشم بدن کے غلط استعمال سے بدنظری وغیرہ جنم لیتیں ہیں۔ پھر وہ مریض جسمانی ہو یا روحانی قدر مشترک دونوں میں یہ ہے کہ ہر ایک مفید چیز کی بجائے نقصان دہ چیز کا خواہش مند ہوتا ہے، یعنی جس چیز سے روحانی یا جسمانی معالج منع کرتا ہے وہ مریض اس کو ہی کھانے پینے کا مطالبہ کرتا ہے، مثلاً ڈاکٹر صاحب نے بخار والے کو روٹی کھانے سے منع کیا تو مریض کا اشتہاء روٹی کی طرف بڑھے گا۔ دودھ پینے کو کہا تو اس سے مریض کی جان جائے گی۔ نہ جانے یہ بچگانہ عادات عاقل مریض پر کیوں طاری ہوتی ہیں؟!

چلو بات کریں مقصد کی۔ یہ تو مشاہدات ہیں، ہر آدمی سمجھ سکتا ہے، اب کچھ حقائق ہیں جو بنظر انصاف تو دکھائی دیں گے کہ وہ مریض کے لیے از حد مفید جان وایمان ہیں، لیکن مریض تعصب قلبی، معدے میں قبول نہ کرنے کی مرض دائمی، اسلاف سے بغض والا نزلہ اور بدزبانی کی مستقل کھانسی وغیرہ روحانی امراض کی وجہ

سے ان کو اپنے لیے وبال جان سمجھ کر صحت بھرا شافی نسخہ کھانے سے اپنا منہ بند کرلیتاہے اور ایسا ضدی بن جاتا ہے کہ اس کے لیے اقوال صحابہ، تابعین اور مجتہدین تو کجا قرآن وحدیث کے دلائل بھرے نسخے بھی کارگر ثابت نہیں ہوتے۔ اللہ اپنے فضل سے شفاء دے کیونکہ شفاء من جانب اللہ۔

جی اب ہم اس روحانی معدہ خراب مریض کے لیے چند مفید جان وایمان نسخے تجویز کرکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات فی القبر کے انکاری مریض کا اس پر تاثر دیکھتے ہیں۔

اصلاح عقیدہ کا نسخہ خاص [انہی کے مطب سے]

1: بموجب حدیث "رد الله علی روحی" [ابوداؤد] اللہ تعالیٰ مجھ پر میری روح لوٹا دیتاہے۔ انبیاء علیہم السلام کے جسم میں روح آجاتی ہے۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر جاکر درود وسلام پڑھا جائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سنتے ہیں۔

[فتاوی ستاریہ ج1ص180]

جی! یہ آپ ہی کے مطب کا تجویز شدہ نسخہ بڑا اکسیر ہے۔ آپ استعمال کیوں نہیں کرتے؟ درد [گستاخی رسول والا] برداشت کررہے ہو تو مریض کی زبان سے بے ساختہ نکلتا ہے: "جی! اس سے تو ہمارے سب کے پیٹ میں درد ہوجاتی ہے، اس لیے یہ نہ کھلاؤ۔"

بھئی یہ نسخہ تو صحیح حدیث سے بھی تیار اور ثابت شدہ ہے دیکھیے۔

[جلاء الافہام ص22،ابوداود ج1ص220،شعب الایمان للبیہقی]

شاید کہ یہ High Potancy دوائی آپ کا کمزور معدہ قبول نہیں کرتا۔ چلو آپ کی طبیعت کے پیش نظر کچھ ہلکا نسخہ تجویز کرتے ہیں، شاید بیماری سے افاقہ ہو۔

2:مردوں کی روحیں علیین و سجین میں رہتی ہیں، وہیں سے قبر میں تعلق رہتا ہے۔

[فتاوی ستاریہ ج4ص106]

یہ بھی آپ کے حکیم ومطب کا نسخہ ہے۔ اس کو شروع کرو تو مریض کتاب شفاء کو دیکھتے ہی معذرت کے ہاتھ باندھنے لگا کہ یہ بھی میرے لیے درد سر کا باعث ہے، میں نے کئی بار استعمال کی کوشش کی تو ہمارے موجودہ ڈاکٹروں (غیر مقلدوں) نے منع کر دیا کہ یہ حکیم تھا تو ہمارا لیکن اس نسخے میں وہ نا قابل اعتماد ہے، اس لیے بچو۔

بھائی ! اس سے کیوں منع کیا گیا؟ جب کہ یہ نسخہ بھی تو خود حکیم الثقلین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمودہ ہے۔ دیکھئے:وتعاد روحه فی جسده۔

[ابوداود ج2ص654،کتاب الروح لابن القیم]

اس کو ضرور استعمال کرو، ضدی نہ بنو۔ ہم بھی آپ کی حالت ناساز کے مطابق اس کے ساتھ ایک اور نسخہ شفاء بھی تجویز کرتے ہیں۔ اگر ذوق ہو تو ضرور کھا!، یہ لو نسخہ :

3:قبروں میں مردے مسنون سلام سنتے ہیں۔

[فتاویٰ ستاریہ ج4ص107]

بھائی ! اس سے پریشان نہ ہو، یہ بھی آپ ہی کے حکیم ومطب کا مجوزہ نسخہ ہے۔ مریض گڑ گڑا کر رونے لگا اور گریہ زاری کر کے بولا: اے معالج روحانی ! میں پڑھا لکھا آدمی ہوں، سب کچھ ٹائٹل سے پڑھ لیا کہ یہ ہمارا نسخہ ہی ہے۔ منہ بنانے کی کیا بات ؟ کھاؤ اپنے حال پر رحم کرو۔ معالج صاحب کھا تو لیتا، لیکن اس کو دیکھتے ہی مجھے الرجی ہو جاتی ہے، کیونکہ آج کے میرے اناڑی حکیموں نے اس کو عقیدہ توحید کے خلاف [شرک] قرار دیا ہے۔ کس وجہ سے ؟کوئی پتہ نہیں۔ مریض پریشانی کے عالم میں بڑبڑا کر بولا۔ افسوس، یہ نسخہ بھی کسی عام انسان کا نہیں، سید البشر افضل الکائنات

صلی اللہ علیہ وسلم کا تیار شدہ امام ترمذی، امام ابوداود وغیرہ کی خصوصی تحقیق سے صحیح بے ضرر توحید ہے۔ دیکھئے۔ [ترمذی ج1ص203،ابوداود ج2ص461میزان]

اس سے گھبراؤ مت، لینے کی کوشش کرو، اندرونی بیماریاں ختم ہو جائیں گی اور صحیح [العقیدہ] ہو جاؤ گے۔ یہ سنتے ہیں مریض لاعلاج کی حالت بگڑ گئی اور طب نبوی مجرب فارمولے کے برعکس فارمولے دیکھ کر اپنے ڈاکٹروں کی نسخہ جات میں من پسند اور ذاتی ملاوٹ دیکھ کر غشی کے دورے پڑنے شروع ہو گئے۔ بڑی پریشانی بن گئی ہے، بولنے سے تو کیا یہ تو جان وایمان سے ہاتھ دھوتا محسوس ہو رہا ہے۔

بھائی پریشانی کی کیا بات ہے؟ اگر یہ نسخہ جات اس مریض [ضدی] کے لیے مؤثر نہیں بیٹھے تو کسی اللہ والے سے اللہ اللہ کراتے ہیں، کیونکہ اللہ نے ان کے وجود میں بڑی برکت رکھی ہے جس سے کئی روحانی مریض شفاء یاب ہوتے ہیں۔ نسخہ کھانے کی زحمت بھی نہیں کہ کھٹا کڑوا لگے، بلکہ دم اور تعویذ سے اور تمہارے حکیموں کے من پسند فرمودہ ہیں، کیونکہ مولوی داؤد غزنوی صاحب کشف وکرامات کے قائل تھے اور "کرامات اہل حدیث" ایک مستقل کتاب ہے مولوی عبدالمجید سوہدروی کی۔ جی یہ مریض ہے، اس کو غشی وغیرہ کے دورے ہو جاتے ہیں، مہربانی کریں، جلدیں چیک کریں۔ لاؤ، کدھر ہے مریض؟ ویٹنگ روم میں۔۔۔ صحیح ہوش وحواس سے محو گفتگو اور کہہ رہا تھا کہ یار ادھر آتے ہی طبیعت سے بوجھ اتر گیا، قلبی سکون کی کیا بات جی! یہ ولی کی کرامت ہے، وہ بلا رہے ہیں، آؤ! چلیں، بہت اچھا۔ مریض نے تسلیمی انداز میں زیارت پر بہت خوشی کا اظہار کیا۔ السلام علیکم۔۔۔۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، جی کیا حال ہے؟ کیا مسئلہ ہے؟ [بزرگ صاحب نے حسن اخلاق سے

پوچھا]مریض: جی مجھے تو ایسے لگ رہا ہے جیسے کچھ ہوا ہی نہیں، بالکل ٹھیک ہوں۔ میرے بھائی یہ سب اللہ کا فضل ہے،اسی کی عطاء ہے، اس میں ہمارا کوئی کمال نہیں،نہ ہم مختار کل،نہ عالم الغیب، بلکہ اللہ کے در کے سب سے زیادہ محتاج ہیں۔[بزرگ نے کچھ وقفہ کرکے]جس طرح اللہ نے بعض جڑی بوٹیوں میں تاثیر شفاء رکھی ہے، اسی طرح اپنے مقربین کے وجود و نظر میں بھی تاثیر شفاء رکھی ہے۔بوٹی مرض ابدان کو صحیح کرتی ہے اور اللہ والے کی نظر سے مرض ایمان[عقیدہ]کو صحیح کرتی ہے۔یہ کرامت ہے جو فعل خدا اللہ کے بندے کے ہاتھ پر ظاہر ہوتا ہے۔ چلو میں اب دم بھی کرتا ہوں اور لٹکانے کے لیے تعویذ بھی دیتا ہوں۔جی دم کردو لیکن تعویذ م م میں نہیں لیتا، کیونکہ یہ بھی ہمارے نالائق حکیموں کی تحقیق میں لٹکانا بدعت ہے، جس سے مجھے خارش ہو جاتی ہے۔ بھائی میں آپ کی ہر مرض اور موجودہ خارش کا علاج طب نبوی اور مطب صحابی سے کرتا ہوں، یہ استعمال کرو، کبھی کچھ نہیں ہوگا ان شاء اللہ۔جی بتائیں۔ حکیم صاحب! جی دیکھیں، دم کرنے کا ذکر صحاح ستہ کی تقریبا ہر کتاب میں ہے اور تعویذ لٹکانے والا نسخہ ”سنن ابی داؤد ج2ص543“میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کا مجرب نسخہ و عمل موجود ہے۔ تو آپ یہ تعویذ لٹکائیں لیکن مریض لاعلاج کا رنگ اس سے فق ہو گیا اور انتہائی غیظ وغضب میں لگا ہاتھ ملنے اور خواہشات سے مفلوج الحواس مریض بھلا کب یہ صحیح نسخے استعمال کرسکتا ہے سوائے انکار کے؟!

مرض بڑھتا ہی گیا جوں جوں دوا کی

نوٹ: نظریاتی مریض کے بعد چیک اپ کریں گے عملی مریض کا ان شاء اللہ

[جاری ہے]

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور رفع یدین؟

مفتی شبیر احمد حنفی حفظہ اللہ

سوال: ڈاکٹر شفیق الرحمٰن غیر مقلد نے اپنی کتاب ”نماز نبوی“ میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ایک روایت نقل کی کہ وہ نماز میں رفع یدین کرتے تھے۔ اس کتاب کی تحقیق و تخریج زبیر علی زئی نے کی ہے۔

ہم نے تو سنا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ترک رفع یدین پر عمل پیرا تھے اور رفع یدین کی کوئی روایت ان سے صحیح ثابت نہیں۔ برائے مہربانی تحقیقی جواب عنائت فرمائیں۔

والسلام

بلال اکبر۔ آزاد کشمیر

الجواب: حامداً و مصلیاً

ڈاکٹر شفیق الرحمٰن نے جو روایت نقل کی وہ یہ ہے:

”میں نے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی، وہ نماز کے شروع میں، رکوع سے پہلے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو اپنے دونوں ہاتھ (کندھوں تک) اٹھاتے تھے اور کہتے تھے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی نماز کے شروع میں، رکوع سے پہلے اور رکوع سے سر اٹھانے کے بعد (اسی طرح) رفع یدین کرتے تھے۔“ [نماز نبوی ص206]

اس روایت کا حال:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب یہ روایت سخت ضعیف اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اس عمل کے خلاف ہے جو ان سے سندِ صحیح سے ثابت ہے۔ مزید یہ کہ یہ روایت خود غیر مقلدین کے اس عمل کو بھی ثابت نہیں کرتی جو وہ کرتے ہیں۔ تفصیل یہ ہے:

1: ضعفِ روایت:

یہ روایت السنن الکبریٰ للبیہقی [ج2 ص73] میں موجود ہے۔ اس کی سند میں ایک راوی ابو النعمان محمد بن فضل سدوسی المعروف "عارم" ہے۔ تقریباً 213ھ میں اس کا حافظہ متغیر ہو گیا تھا [المیزان للذہبی: ج4 ص7 وغیرہ] جس کی وجہ سے یہ اختلاط کا شکار ہو گیا تھا اور اس کی عقل زائل ہو گئی تھی۔ اس لیے اس راوی پر امام بخاری رحمہ اللہ اور امام ابو داؤد رحمہ اللہ سمیت دیگر بہت سے محدثین نے یہی جرح کی ہے۔ مثلاً۔۔۔

1: امام بخاریؒ م 652:

محمد بن الفضل ابو النعمان السدوسی البصری یقال له عارم تغیر بآخره۔

تاریخ الکبیر للبخاری ج1 ص208 رقم الترجمۃ 654

ترجمہ: محمد بن فضل ابو النعمان السدوسی البصری کو "عارم" بھی کہتے ہیں، آخری عمر میں اس کا حافظہ متغیر ہو گیا تھا۔

2: امام ابو داودؒ م 275ھ:

الضعفاء الکبیر للعقیلی ج4 ص122، 121

3: امام ابو حاتم الرازیؒ م 277ھ:

الجرح والتعدیل للرازی ج8 ص70، 69، سیر اعلام النبلاء للذہبی ج7 ص464

4: امام موسیٰ بن حمادؒ:

الضعفاء الکبیر للعقیلی ج4 ص122، الکفایہ فی علم الروایہ للخطیب ص136

5: امام ابراھیم الحربیؒ م285ھ:

الکفایہ فی علم الروایہ للخطیب136،الکواکب النیرات لا بن الکیال ص99

6: امام عقیلیؒ م322ھ:

الضعفا ء الکبیر للعقیلی ج4ص121وغیرہ

7: امام ابن ابی حاتم الرازیؒ م327ھ:

الجرح والتعدیل للرازی ج8ص69

8: امام امیۃ الاھوازیؒ:

الضعفا ء الکبیر للعقیلی ج4ص123 وغیرہ

9: امام ابن حبانؒ م354ھ:

تہذیب التہذیب لابن حجر ج5ص258، سیر اعلام النبلاء للذہبی ج7ص465، الضعفاء والمتروکین لابن جوزی ج2ص91-92

11: امام ابو الولید الباجیؒ م474ھ:

التعدیل والتجریح للباجی ج2ص676،675

12: امام ابن الجوزیؒ م598ھ:

الضعفاء والمتروکین لابن الجوزی ج3ص92،91

13: امام ابن الصلاح م642ھ:

مقدمۃ ابن الصلاح ص368

14: امام نوویؒ 676:

تقریب مع التدریب ج2ص329،323

15: امام ابو الحجاج المزیؒ م742ھ:

تہذیب الکمال للمزی ج9ص273،272

16: امام ذہبیؒ م748ھ:

العبر للذہبی ج1ص195،تذکرۃ الحفاظ للذہبی ج1ص301

17: امام ابن کثیر الدمشقیؒ م774ھ: الباعث الحثیث لابن کثیر ص239

18: امام عراقیؒ م804ھ:

فتح المغیث للعراقی ص460، 459، 454

19: امام ابن حجر عسقلانیؒ م852ھ:

تقریب لابن حجر ج2ص547، تہذیب لا بن حجر ج5ص258

20: امام ابو بکر سیوطیؒ م911ھ:

تدریب الراوی للسیوطی ج2ص323، 329

21: امام احمد بن عبد اللہ الخزرجیؒ م923ھ:

خلاصہ تذہیب تہذیب الکمال للخزرجی ص356

22: امام محمد بن احمد الکیالؒ م926ھ:

الکواکب النیرات فی معرفۃ من اختلط من الرواۃ الثقات لابن الکیال ص98، 97

23: امام ابن العماد الحنبلیؒ م1089ھ:

شذرات الذھب لابن العماد ج2ص159

مندرجہ بالا ائمہ کے نزدیک **محمد بن فضل سدوسی مختلط** اور **متغیر الحافظہ** راوی ہے اور اس **مختلط** راوی [**محمد بن فضل**] کے بارے میں امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ایک قاعدہ بیان کیا ہے:

اختلط فی آخر عمرہ حتی کان لا یدری ما یحدث بہ فوقع فی حدیثہ المناکیر الکثیرۃ فیجب التنکب عن حدیثہ فیما رواہ المتأخرون فان لم یعلم ھذا من ھذا ترک الکل ولا یحتج بشیء منہا

تہذیب التہذیب لابن حجر ج5ص258

ترجمہ: آخری عمر میں یہ اختلاط کا شکار ہو گیا تھا، یہاں تک کہ اس کی یہ حالت ہو گئی تھی کہ اس کو یہ پتہ بھی نہ چلتا تھا کہ کیا کہہ رہا ہوں۔ اس لیے اس کی حدیث میں منکر باتیں آ گئیں۔ لہذا اس کے متاخرین شاگردوں میں سے اگر کسی نے اس سے روایت نقل کی تو

ان روایات سے رک جانا واجب ہے۔ اگر اس بات کا علم نہ ہو سکے کہ کون سی روایت قدیم شاگرد سے مروی ہے اور کون سی متاخر شاگرد سے، تو ایسی روایات متروک قرار دی جائیں گی اور کسی بھی روایت کو بھی دلیل نہیں بنایا جائے گا۔

اس قاعدے سے معلوم ہوا کہ محمد بن فضل کا جو شاگرد قدماء [اول عمر کے شاگرد] میں سے نہ ہو بلکہ متاخرین شاگردوں میں سے ہو تو اس سے مروی روایت متروک قرار پائے گی۔ زیر بحث روایت میں ان سے روایت کرنے والے محمد بن اسماعیل السلمی قدماء شاگردوں میں سے نہیں ہیں بلکہ متاخرین شاگردوں میں سے ہیں۔ چنانچہ مشہور محدث علامہ نیموی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

فیہ النعمان محمد بن فضل السدوسی و ھو ثقۃ تغیر بآلاخرۃ رواہ عنہ ابو اسماعیل السلمی و ھو لیس من اصحابہ القدماء

التعلیق الحسن: ص114

ترجمہ: اس حدیث کی سند میں ابو النعمان محمد بن فضل السدوسی واقع ہے جو کہ ثقہ تھے مگر آخری عمر میں ان کا حافظہ متغیر ہو گیا تھا، ان سے روایت کرنے والا ابو اسماعیل السلمی اسکے متقدمین شاگردوں میں سے نہیں ہے۔

لہذا یہ روایت ضعیف اور نا قابلِ حجت ہے۔

2: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عمل کے خلاف:

واضح رہے کہ یہ ضعیف روایت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اس عمل کے خلاف ہے جو ان سے باسندِ صحیح سے ثابت ہے۔ چنانچہ امام ابو بکر اسماعیلی اپنی سند سے نقل کرتے ہیں:

حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰہِ بْنُ صَالِحِ بْنِ عَبْدِاللّٰہِ اَبُوْ مُحَمَّدٍ صَاحِبُ الْبُخَارِیِّ صَدُوْقٌ

ثَبْتٌ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ الْمَرْوَزِیُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُبْنُ جَابِرٍ السَّهِمِیُّ عَنْ حَمَّادِ (ابْنِ اَبِیْ سُلَیْمَانَ) عَنْ اِبْرَاهِیْمَ (النَّخْعِیِّ) عَنْ عَلْقَمَةَ (بْنِ قَیْسٍ) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ صَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی الله علیه و سلم وَاَبِیْ بَکْرٍ رضی الله عنهما وَّ عُمَرَ رضی الله عنهما فَلَمْ یَرْفَعُوْا اَیْدِیَهُمْ اِلَّا عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلٰوۃِ۔"

کتاب المعجم،امام اسماعیلی؛ ج2ص692،سنن کبری ، امام بیہقی رحمہ اللہ ج2 ص79

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز پڑھی انہوں نے پوری نماز میں صرف تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کی۔“

ممکن ہے کوئی غیر مقلد یہ کہے کہ اس پر زئی صاحب نے جرح کی ہے تو اس کا جواب سہ ماہی قافلہ حق [جلد:6، شمارہ:3، ص52 تا 54] میں دیا گیا ہے، وہیں ملاحظہ فرمالیں۔

3: یہ روایت خود غیر مقلدین کے اس عمل کو بھی ثابت نہیں کرتی:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب یہ روایت خود غیر مقلدین کے اس عمل کو بھی ثابت نہیں کرتی۔ اس لیے کہ:

1: غیر مقلدین کے ہاں رفع یدین کرنا فرض یا واجب ہے۔

[رفع یدین فرض ہےازمسعود احمد غیر مقلد،مجموعہ مقالات پر سلفی تحقیقی جائزہ از رئیس ندوی غیر مقلد ص246]

لیکن اس ضعیف روایت میں نہ فرض کا لفظ ہے اور نہ واجب کا۔

2: غیر مقلدین کے نزدیک رفع یدین نہ کریں تو نماز نہیں ہوتی۔ چنانچہ رئیس ندوی صاحب نے لکھا:

"۔۔۔ اور بوقت رکوع رفیع الیدین والا فرض بھی انجام نہ دینے کے سبب سارے دیوبندیہ کی نماز باطل وکالعدم ہوتی ہے۔"
[مجموعہ مقالات پر سلفی تحقیقی جائزہ از رئیس ندوی غیر مقلد ص246]

جبکہ اس ضعیف روایت میں اس کا قطعاً ذکر نہیں ہے۔

3: غیر مقلد تیسری رکعت کے شروع میں بھی رفع یدین کرتے ہیں۔ [نماز نبوی ص206، آپ کے مسائل اور ان کا حل از مبشر ربانی غیر مقلد:ص120]

اور اس ضعیف روایت کا متن دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں تین مقام کی رفع یدین تو موجود ہے، چوتھے مقام (تیسری رکعت کے شروع میں) کی رفع یدین کا نام ونشان تک نہیں۔

معلوم ہوا یہ روایت خود غیر مقلدین کے "عمل" کو بھی ثابت نہیں کرتی۔ پس اسے پیش کرنا اپنے موقف اور عمل سے جہالت کی دلیل ہے۔ غیر مقلدین کو چاہیے کہ وہ پہلے یہ دیکھ لیا کریں کہ دعوی اور دلیل میں مطابقت بھی ہے یا نہیں؟ نا معلوم انہیں ایسی ضعیف روایات جمع کرنے کا والہانہ جنون کیوں ہے جو ان کے "مذہب" کو ثابت ہی نہیں کرتیں!

خلاصہ کلام:

ڈاکٹر شفیق الرحمن صاحب کا اس ضعیف روایت کو پیش کرنا اور زئی صاحب کا اس کو صحیح کہنا باطل ہے۔

تابعیت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ

مولانا محمد ارشد سجاد حفظہ اللہ

امام الائمہ، سراج الامۃ، امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے اوصاف مخصوصہ علم و عمل، زہد و تقویٰ، ریاضت و عبادت، امانت و اجتہاد جس طرح تمام اہل ایمان میں مسلم ہیں اسی طرح آپ کی شان محدثیت، حدیث دانی اور حدیث فہمی بھی ناقابل انکار حقیقت ہے۔

آپ جہاں ایک بہت بڑے محدث اور فقیہ تھے وہاں نہایت عبادت گزار اور متقی انسان بھی تھے علوم وفنون سے مالا مال، سخاوت میں پیش پیش اور استقلال و بہادری میں شجاع القلب بھی تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے ناقدین بھی آپ کے علمی تبحر، ذکاوت و فقاہت میں گہرائی اور عمق کے معترف ہیں۔ اللہ رب العزت نے آپ کو بے شمار خوبیوں اور صفات سے نوازا تھا جن میں سے ایک بہت بڑی صفت یہ بھی ہے کہ آپ تابعیت کے بلند پایہ مرتبہ پر بھی فائز ہوئے۔

ذیل میں امام اعظم رحمہ اللہ کی تابعیت پر متعدد دلائل پیش کیے جاتے ہیں جن سے ان کی تابعیت روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے۔ مستدل میں ان اشخاص و افراد کے حوالے پیش کیے جائیں گے جو حضرات اپنی علمی وجاہت رکھتے ہیں اور غیر مقلدین کیونکہ کسی علمی طبقہ کا نام نہیں اس لیے انہیں لائق التفات نہیں سمجھا گیا۔ تو آیئے ذیل میں ان دلائل کو ملاحظہ کیجیے جن میں امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی تابعیت پر بڑے بڑے محدثین اور ائمہ نے مہر تصدیق ثبت فرمائی ہے۔

- محمد بن اسحاق المعروف بابن ندیم متوفیٰ 380ھ لکھتے ہیں: وکان من التابعین لقی عدۃ من الصحابۃ وکان من الورعین الزاھدین

[الفهرست - ابن النديم ص342]

ترجمہ: امام صاحب تابعین میں سے تھے اور متعدد صحابہ رضی اللہ عنہم سے ملاقات کا شرف حاصل کیا ہے اور آپ پرہیزگار اور متقی لوگوں میں سے تھے۔

- امام ابن عبد البر المالکی رحمہ اللہ متوفیٰ 463ھ لکھتے ہیں: قال أبو عمر: ذکر محمد بن سعد کاتب الواقدی أن أبا حنیفۃ رأی أنس بن مالك، وعبد اللہ بن الحارث بن جزء.

[جامع بيان العلم وفضله ص54]

ترجمہ: ابو عمر کہتے ہیں کہ محمد بن سعد کاتب الواقدی فرماتے ہیں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے حضرت انس اور حضرت عبد اللہ بن الحارث بن جزء رضی اللہ عنہما کو دیکھا ہے۔

- علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ متوفیٰ 748ھ فرماتے ہیں: رأی أنس بن مالك غیر مرۃ لما قدم علیھم الکوفۃ

[تذكرة الحفاظ ج1ص126،الكاشف ج3ص191]

ترجمہ: امام صاحب رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی کئی مرتبہ زیارت کی جب حضرت انس رضی اللہ عنہ کوفہ تشریف لاتے۔

- امام یافعی محدث شافعی رحمہ اللہ متوفیٰ 767ھ لکھتے ہیں: رأی انسا

[مرآة الجنان وعبرة اليقظان في معرفة حوادث الزمان ج1ص310]

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے۔

- حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ متوفیٰ 774ھ لکھتے ہیں:

لانه أدرك عصر الصحابۃ، ورأی أنس بن مالك، [البداية والنهاية ص527]

ترجمہ: امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا زمانہ پایا اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا۔

- حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ متوفیٰ 852ھ فرماتے ہیں: رأى انسا

[تہذیب التہذیب ج6ص55]

امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو دیکھا۔

نوٹ: حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کا امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو طبقہ سادسہ میں شمار کرنا، یہ ان کا سہو ہے کیونکہ یہاں انہوں نے خود اس نظریہ کی تردید فرمادی ہے۔

اگر امام صاحب رحمہ اللہ چھٹے طبقے میں ہوتے تو حضرت انس رضی اللہ عنہ کو کیسے دیکھ سکتے تھے۔ لہذا آج کسی کا حافظ ابن حجر کے اس سہو کو لے کر امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو شرف تابعیت سے محروم قرار دینا یہ امام صاحب سے بغض وعداوت کا نتیجہ ہی ہو سکتا ہے۔

- شارح صحیح بخاری علامہ بدرالدین عینی حنفی رحمہ اللہ متوفیٰ 855ھ لکھتے ہیں: ابن أبي أوفى اسمه عبد الله........ وهو أحد من رآه أبو حنيفة من الصحابة

[عمدة القاري شرح صحيح البخاري ج2ص505]

ترجمہ: حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے۔

- امام ابن العماد حنبلی رحمہ اللہ متوفیٰ 1089ھ لکھتے ہیں: رأى أنساً وغيره

[شذرات الذهب في أخبار من ذهب ج1ص372]

ترجمہ: امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے علاوہ دوسرے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بھی دیکھا ہے۔

لطیفہ : امام اعظم رحمہ اللہ کی اس شان و منزلت سے ہمہ وقت آتش پا رہنے والے زئی صاحب نے حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کیا:

من یقدر ینازعکم و انتم اصحاب السیف وا لرمح و الخوذۃ؟ و الذی اعرفہ ما قلتہ لك

الحدث: ش83 ص48

کہ احناف تو حکومت و اقتدار والے ہیں۔

سبحان اللہ! یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت اور احناف کی عند اللہ قبولیت کی دلیل ہے کہ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ جیسے اساطین علم بھی احناف کے زیر اقتدار دین کی خدمت میں مشغول رہے ۔واقعی اللہ تعالیٰ نے احناف کو ”انی جاعل فی الارض خلیفۃ“ کا مصداق بنایا ہے۔ بر صغیر پاک و ہند پر کم و بیش ایک ہزار سال تک احناف کی حکومت کو خود زئی صاحب کی پارٹی نے ”ترجمان وہابیہ“ میں تسلیم کیا ہے۔ نیز خلافت عثمانیہ ہو یا دنیا کے دیگر خطوں میں نفاذ اسلام کی تحریکات، احناف ہی ہر اول دستہ رہے ہیں اور اب بھی ہیں فالحمد للہ۔

اس کے برعکس امام صاحب کو شرف تابعیت سے محروم کرنے کی ناکام کوشش کرنے والے زئی صاحب اپنے نوزائدہ فرقے کی قسمت پر جتنا بھی افسوس کریں کم ہے، یہ لوگ ہمیشہ حکومتوں کے چاپلوس اور ٹوڈی رہے ہیں اور دنیاوی مفادات کے لیے حکومتوں کے آلہ کار بنے رہے جیسے انگریز دور میں انگریز کی خوشنودی کے لیے ” الاقتصاد فی مسائل الجهاد“ لکھ کر انگریز سے جائیداد وصول کی

[بقیہ ص49 پر ملاحظہ فرمائیں]

مروجہ اونی یا سوتی جرابوں پر مسح جائز نہیں

مولانا محمد عبد اللہ معتصم حفظہ اللہ

زمانہ جس قدر خیر القرون سے دور ہوتا جارہا ہے اتنا ہی فتنوں کی تعداد اور افزائش میں اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ ہر روز ایک نیا فتنہ سر اٹھاتا ہے اور عوام الناس کو اپنے نئے اعتقاد، افکار اور اعمال کی طرف دعوت دیتا ہے۔ اپنی خواہشات نفسانی کے پیش نظر قرآن وسنت کی وہ تشریح کرتا ہے جو ان کے خود ساختہ مذہب واعمال کے مطابق ہو۔ عوام چونکہ ان کے مکر وفریب سے ناواقف ہوتے ہیں۔ لہذا ان کے دام میں پھنس جاتے ہیں اور بعض اوقات اپنے ایمان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔

ان فتنوں میں سے ایک بڑا فتنہ غیر مقلدیت کا ہے، جن کا کام امت کے معمول بہا اعتقادات اور اعمال کے مقابلے میں نئے اعتقادات اور اعمال مارکیٹ میں متعارف کروانا ہے۔ یہ فرقہ دعوی تو عمل بالحدیث کا کرتا ہے لیکن در حقیقت عامل علیٰ حدیث النفس ہے۔ انہوں نے اپنا سارا زور فروعی مسائل پر لگایا اور اس حد تک گئے کہ مستحب، اولیٰ وغیر اولیٰ کے اختلاف کو خِلاف کا جامہ پہناتے ہوئے اہل السنۃ والجماعۃ کے اکثر مسائل کو قرآن وسنت کے خلاف قرار دیا۔ من جملہ ان مسائل میں سے ایک مسئلہ جرابوں پر مسح کرنا بھی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں احکامِ وضو بیان فرماتے ہوئے فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ

(المائدہ :آیت6)

ترجمہ: اے ایمان والو! جب تم نماز کے لیے اٹھو تو اپنے چہرے، اور کہنیوں تک اپنے ہاتھ دھولو، ار اپنے سروں کا مسح کرو، اور اپنے پاؤں (بھی) ٹخنوں تک (دھولیا کرو)
آسان ترجمہ از شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب

قرآن مجید کی اس آیت کا تقاضا یہ تھا کہ وضو میں ہمیشہ پاؤں دھوئے جائیں۔ کسی بھی صورت میں ان پر مسح جائز نہ ہو، لیکن موزوں پر مسح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اتنی قولی، فعلی اور تقریری احادیث سے ثابت ہے جو معنًی متواتر یا کم از کم مشہور کے درجے تک پہنچی ہوئی ہیں۔ ان روایات کی وجہ سے پوری امت کا اس پر اجماع ہے کہ قرآن مجید کی مذکورہ آیت میں پاؤں دھونے کا حکم تب ہے جب موزے نہ پہنے ہوں اور اگر موزے پہنے ہوں تو تب دوران وضو ان پر مسح کرنا جائز ہوگا۔

(۱) محدث کبیر امام ابن منذر رحمہ اللہ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے نقل فرماتے ہیں:

حدثنی سبعون من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ مسح علی الخفین

(الاوسط لابن المنذر ج1ص430)

ترجمہ:

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے ستر صحابہ رضی اللہ عنہم سے سنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے موزوں پر مسح فرمایا۔

(2): قد صرح جمع من الحفاظ بأن المسح علی الخفین متواتر وجمع بعضہم رواتہ فجاوز الثمانین ومنہم العشرۃ

(فتح الباری کتاب الوضوء، باب المسح علی الخفین)

ترجمہ:

حدیث کے حفاظ کی ایک بڑی جماعت نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ خفین پر مسح کا حکم متواتر ہے۔ بعض حضرات نے خفین کے مسح کی روایت کرنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد کو جمع کیا تو ان کی تعداد 80 سے بھی زیادہ تھی، جن میں عشرہ مبشرہ بھی شامل تھے۔

(۳) حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ مشکوٰۃ کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں:

قال الحسن البصری ادرکت سبعین نفراًمن الصحابة یرون المسح علی الخفین ولھذا قال ابوحنیفة ماقلت بالمسح حتیٰ جاءنی فیه مثل ضوءالنھار۔

(المرقاۃ ج2ص77)

ترجمہ: حضرت حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا میں نے ستر ایسے صحابہ رضی اللہ عنہم کو پایا جو خفین پر مسح کے قائل تھے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے اسی وجہ سے فرمایا کہ میں خفین پر مسح کا اس وقت تک قائل نہ ہوا جب تک میرے پاس اس کے دلائل اس حد تک واضح وروشن نہ ہوئے جس طرح دن کی روشنی ہوتی ہے۔

موزوں پر مسح کے جواز اور عدم جواز کے اعتبار سے اصولی طور پر اس کی تین قسمیں بنتی ہیں۔

(۱) حقیقی خفین: (چمڑے کے موزے) ان پر باجماع امت مسح کرنا جائز ہے۔

(۲) حکمی خفین: (وہ موزے جو چمڑے کے نہ ہوں لیکن موٹے ہونے کی بناء پر ان میں اوصاف چمڑے کے موزوں ہوں) ایسے موزوں پر مسح کے بارے میں فقہاء کا اختلاف

ہے، جمہور فقہاء کا فتویٰ انہی موزوں پر جواز کا ہے۔

(۳) غیر حقیقی غیر حکمی خفین: (مروجہ اونی، سوتی یا نائیلون کی جرابیں) ایسی جرابوں کے بارے میں جمہور امت کا اتفاق ہے کہ مسح جائز نہیں۔

(۱) ملک العلماء امام علاء الدین ابو بکر بن سعود الکاسانی الحنفی تحریر فرماتے ہیں:

فان کانا رقیقن یشفان الماءلایجوز المسح علیھا باجماع

(بدائع الصنائع ج1ص83کتا ب الطہارۃ)

ترجمہ: اگر موزے اتنے پتلے ہوں کہ ان میں سے پانی چھن جاتا ہو تو ان پر بالاجماع مسح جائز نہیں۔

(۲) امام ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن قدامہ المقدسی الحنبلی نے اپنی کتاب "المغنی" میں مسئلہ "مسح علی الجوربین" کے تحت فرمایا ہے:

لایجوز المسح علیه الا ان یکون مما یثبت بنفسه ویمکن متابعة المشی فیه واما الرقیق فلیس بساتر۔

(المغنی لابن قدامہ ج1ص377مسئلہ85)

ترجمہ: کپڑے کے موزے پر مسح جائز نہیں۔ ہاں اگر موزے اتنے مضبوط ہوں کہ پنڈلی پر خود سے ٹھہرے رہیں اور ان کو پہن کر مسلسل اور غیر معمولی چلنا ممکن ہو۔ جہاں تک پتلے موزوں کا معاملہ ہے (جن میں مذکورہ شرائط نہ ہوں) تو وہ پاؤں کے لئے ساتر نہیں۔

ہر مسئلے کی طرح لامذہب فرقہ غیر مقلدین نے جمہور امت کے اجماع اور تعامل سے ہٹ کر اپنا ایک نیا اور امتیازی موقف اختیار کیا ہے۔ اور مروجہ اونی، سوتی یا نائیلون وغیرہ کی جرابوں کو موزوں کی مماثل قرار دے کر ان پر بھی مسح کو جائز کہا۔

(نماز نبوی ص77)

اپنے اس موقف پر چند ان ضعیف روایات کا سہارا لیا جو اصول جرح وتعدیل کے اعتبار سے قابل استدلال نہیں۔

غیر مقلدین کے مستدلات اور ان کا جائزہ

(1)عن مغیرۃ بن شعبۃ قال توضا النبی صلی اللہ علیہ و سلم ومسح علی الجوربین والنعلین

(سنن ابی داود ج1ص33باب المسح علی الجوربین)

اس حدیث کے ذیل میں غیر مقلد عالم مولوی عبد الرحمان مبارک پوری نے مختلف ائمہ کے اقوال نقل کرکے اس کو ضعیف اور ناقابل استدلال ٹھہرایا ہے۔ چنانچہ لکھاہے:

(۱): ضعفہ کثیر من ائمۃ الحدیث

ترجمہ: حدیث کے کافی سارے اماموں نے اس حدیث کو ضعیف کہاہے۔

(۲) امام مسلم بن الحجاج فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے راوی ابو قیس اودی اور ہزیل بن شرحبیل نے حدیث کے بقیہ تمام راویوں کی مخالفت کی ہے باقی رواۃ نے موزوں پر مسح کو نقل کیاہے۔ لہذا ابو قیس اور ہذیل جیسے راویوں کی وجہ سے قرآن کو نہیں چھوڑا جاسکتا۔

(تحفۃ الاحوذی ج1ص 346,347باب ماجاءفی المسح علی الجوربین)

(۳) امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو منکر کہاہے۔

(سنن البیہقی ج1ص290 کتاب الطہارۃ ،باب کیف المسح علی الخفین)

عبد الرحمن مبارکپوری حدیث کے ضعف پر ائمہ جرح وتعدیل کے اقوال نقل کرنے کے بعد حدیث کے بارے میں اپنا موقف سناتے ہیں کہ ”میرے نزدیک

اس حدیث کا ضعیف قرار دینا مقدم ہے امام ترمذیؒ کے حسن صحیح کہنے پر“

(تحفۃ الاحوذی ج1ص347)

(2)عن ابی موسیٰ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم توضأ ومسح علی الجوربین والنعلین۔

(ابن ماجہ ج1ص186کتاب الطہارۃ باب ماجاءفی المسح علی الجوربین والنعلین)

یہ حدیث بھی غیر مقلدین کے لئے حجت نہیں بنتی۔ اس لئے کہ اس کی سند پر ائمہ جرح وتعدیل نے کافی بحث کی ہے۔ چنانچہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اپنی کتاب تہذیب التہذیب میں امام یحییٰ بن معین کا قول نقل کیا ہے کہ اس حدیث کا راوی عیسیٰ بن سنان ضعیف الحدیث ہے۔

(تہذیب التہذیب ج8ص212)

امام الجرح والتعدیل حافظ شمس الدین الذہبی رحمہ اللہ اپنی کتاب میزان الاعتدال میں عیسیٰ بن سنان کے متعلق لکھتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اس کے متعلق فرمایا کہ وہ ضعیف ہے۔

(میزان الاعتدال ج5ص376)

مشہور غیر مقلد عالم عبدالرحمن مبارکپوری نے اپنی کتاب تحفۃ الاحوذی میں اس حدیث کی سند پر کلام کرتے ہوئے امام ابوداود کا قول نقل کیا ہے کہ ”یہ حدیث نہ متصل ہے اور نہ قوی ہے“ ابوحازم نے حدیث کے راوی سفیان کے متعلق لکھا ہے کہ اس نے حدیث لکھی تو ہیں لیکن بطور استدلال پیش نہیں کی جاسکتیں۔

(3)عن بلال رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ ﷺ یمسح علی الخفین والجوربین.

(طبرانی ج1ص350رقم1063)

یہ حدیث بھی بطور حجت پیش نہیں کی جاسکتی اس لئے کہ امام زیلعی رحمہ اللہ

فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی سند میں یزید بن زیاد ہے اور وہ ضعیف ہے۔

(نصب الرایہ للزیلعی ج1ص185,186)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یزید ضعیف تھا، آخری عمر میں اس کی حالت بدل گئی تھی اور وہ شیعہ تھا۔

(تقریب ج2ص365)

(4)عن ثوبان قال بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم سریۃ فاصابھم البرد فامرھم ان یمسحوا علی العمائم والتساخین۔

(ابوداود ج 1ص 19)

اس حدیث کے بارے میں عبد الرحمن مبارک پوری لکھتے ہیں کہ یہ حدیث منقطع ہے۔ امام ابن ابی حاتم کتاب المراسیل ص22پر امام احمد رحمہ اللہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ حدیث کے راوی راشد بن سعد کا سماع ثوبان سے ثابت نہیں۔

(تحفۃ الاحوذی ج1ص330)

(۲) تساخین کے لغت میں تین معانی کئے گئے ہیں۔

(۱)ہانڈیاں (۲) موزے (۳) علماء کے سر پر ڈالنے کا کپڑا

(المنجد ص474)

لہذا متعین طور پر اس کو صرف جرابوں پر حمل کرنا درست نہیں۔

مسح علی الجوربین کے بارے میں غیر مقلدین اکابر کی رائے:

(۱) غیر مقلدین کے شیخ الکل میاں نذیر حسین دہلوی لکھتے ہیں:

"مذکورہ (اونی یا سوتی) جرابوں پر مسح جائز نہیں کیونکہ اس کی کوئی دلیل نہیں اور مجوزین نے جن چیزوں سے استدلال کیا ہے اس میں خدشات ہیں"

(فتاویٰ نذیریہ از نذیرحسین دہلوی ج1ص327)

(۲) دوسری جگہ لکھتے ہیں: "خلاصہ یہ ہے کہ (باریک) جرابوں پر مسح کے جواز پر نہ

قرآن سے کوئی دلیل ہے نہ سنت صحیحہ سے نہ قیاس سے۔"

(۳) غیر مقلدین کے مشہور عالم ابوسعید شرف الدین دہلوی کا جرابوں پر مسح کے بارے میں فتویٰ:

"پھر یہ مسئلہ (جرابوں پر مسح) نہ قرآن سے ثابت ہے نہ احادیث مرفوعہ صحیحہ سے نہ اجماع سے نہ قیاس سے نہ چند صحابہ کے فعل سے اور غسل رجلین قرآن سے ثابت ہے۔لہذا خف چرمی (موزوں) کے سوا جرابوں پر مسح ثابت نہیں۔"

پتہ چلا کہ مسح علی الجوربین ایسا مسئلہ ہے جس کے جواز عدم جواز کے بارے میں غیر مقلدین کے خود آپس متفرق اقوال ہیں ۔لہذا ان ضعیف روایات کے بل بوتے پر پوری امت سے ہٹ کر ڈیڑھ اینٹ کی علیحدہ مسجد بنانا اور جمہور امت کے تعامل کو جو کہ قرآن وسنت وآثار صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین رحمہم اللہ کے عین موافق ہے، چھوڑنا ضد اور ہٹ دھرمی کے علاوہ کچھ نہیں۔اللہ سے دعاہے کہ ہمیں سنت صحیحہ کی اتباع کی توفیق نصیب. فرمائے۔آمین

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العٰلمین۔

بقیہ: تابعیت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ

اور عصر حاضر میں عرب حکومت کو دھوکہ دے کر خود کو سلفی وغیرہ کے سابقے اور لاحقے لگا کر ریال وصول کرنے والے یہ غیر مقلدین حضرات ، ان کی کسی دور میں بھی کوئی مذہبی حیثیت نہیں رہی اور نہ ہی یہ کسی علمی طبقہ کا نام ہے جن کی رائے کو کچھ اہمیت دی جاسکے۔بس یوں سمجھ لیجیے کہ غیر مقلدین مفادات اور خواہشات کے چراغے میں مذہبی اونٹ ہیں۔

ملفوظات اوکاڑوی رحمہ اللہ

مولانا محمد علی ڈیروی حفظہ اللہ

حضرت اوکاڑی رحمہ اللہ نے فرمایا:

اس فرقے (غیر مقلدین) کا پہلا قدم اسلاف امت کے خلاف بد گمانی ہے اور دوسرا قدم اکابر اسلاف پر بد زبانی۔ ان کی تقریر اور مناظرہ "اذا خاصم فجر" کی زندہ تصویر ہے اور ان کی تحریر "لعن آخر ھذہ الامۃ اولھا" کا کامل نمونہ ہوتی ہے۔ سیدنا امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو "امام اعظم" کہنا ان کے ہاں شرک ہے مگر ملکہ وکٹوریہ کو "ملکہ معظمہ" کہنا عین توحید ہے۔

چنانچہ ان کی جماعت کے نمائندہ علماء نے جو سپاس نامہ ملکہ وکٹوریہ کو پیش کیا وہ یہ ہے: "بحضور فیض گنجور کوئین وکٹوریہ دی گریٹ قیصرہ ہند بارک اللہ فی سلطنتھا۔ ہم ممبران گروہ اہل حدیث اپنے گروہ کے کل اشخاص کی طرف سے حضور والہ کی خدمت عالی میں جشن جوبلی کی دلی مسرت سے مبارک باد عرض کرتے ہیں، آپ کی سلطنت جو نعمت مذہبی آزادگی [ترک تقلید] کی حاصل ہے اس یہ گروہ اپنا خاص نصیبہ اٹھا رہا ہے۔ وہ خصوصیت یہ ہے کہ یہ مذہبی آزادی اس گروہ کو خاص اس سلطنت میں حاصل ہے، اس خصوصیت سے یہ یقین ہو سکتا ہے کہ اس گروہ کو اس سلطنت کے قیام و استحکام سے زیادہ مسرت ہے اور ان کے دل سے مبارک باد کی صدائیں زیادہ زور کے ساتھ نعرہ زن ہیں۔"

اشاعۃ السنۃ جلد 9 صفحہ 206، تجلیات صفدر جلد 5 صفحہ 499

حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ نے فرمایا: جس طرح مرزا قادیانی نے دعوت

نبوت قسط وار کیا تھا۔ پہلے غیر تشریعی نبوت بمعنی محدثیت، پھر ظلی نبوت، بروزی نبوت اور پھر حقیقی نبوت۔

ان لوگوں نے بھی تقلید کا انکار قسط وار کیا ہے۔ سب سے پہلی کتاب تقلید کے رد میں میاں نذیر حسین صاحب نے لکھی۔ اس میں تحریر فرماتے ہیں:

"باقی رہی تقلید وقت لاعلمی، سو یہ چار قسم ہے۔ قسم اول واجب ہے اور وہ مطلق تقلید ہے، مجتہد کی، مجتہد اہل السنۃ کی لاعلی التعین جس کو شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے عقد الجید میں کہا ہے کہ یہ تقلید واجب ہے اور صحیح ہے باتفاق امت (معیار الحق صفحہ 42) شاہ صاحب رحمہ اللہ کی عبارت یہ ہے: تقلید واجب ہے دلالتاً (یعنی ماہر شریعت کی رہنمائی میں) اتباع روایت (قرآن و سنت کی پیروی ہے) تفصیل اس کی یہ ہے کہ کتاب و سنت سے ناواقف جو از خود تتبع اور استنباط احکام نہیں کر سکتا، اس کا یہ فرض ہے کہ کسی فقیہہ سے پوچھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسئلہ میں کیا حکم دیا ہے؟ جب بتا دے تو اس کی اتباع کرے، خواہ وہ صریح نص سے ماخوذ ہو یا اس سے مستنبط ہو یا کسی نص پر قیاس ہو، ان میں سے ہر ایک اگرچہ دلالتاً ہی سہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہی رجوع ہے اور اس کی صحت پر امت کا یکے بعد دیگرے اتفاق ہے، بلکہ ساری ہی امتیں اپنی شریعتوں میں متفق ہیں۔

عقد الجید صفحہ120-121

گویا جس طرح توحید، رسالت، قیامت وغیرہ تمام شریعتوں کے متفقہ مسائل ہیں، اسی طرح عامی کو مسائل اجتہادیہ میں مجتہد کی تقلید کرنا سب کا متفق علیہ مسئلہ ہے۔

تجلیات صفدر جلد5صفحہ500-501

ماہ صفر اور چند غلط فہمیوں کا ازالہ

محمد یوسف حفظہ اللہ

ماہ صفر اسلامی سال کا دوسرا مہینا ہے۔ یہ اگرچہ ذی القعدہ، ذی الحجہ، محرم اور رجب کی طرح حرمت والے مہینوں میں سے نہیں ہے، نہ ہی رمضان و شعبان کی طرح دیگر مہینوں سے افضل ہے مگر اس کے باوجود اس مہینا نے عالم اسلام میں پیش آنے والے بے شمار عظیم الشان تاریخی واقعات کو اپنے سینے میں محفوظ کر کھا ہے۔

اس ماہ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ خود زبان نبوت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مہینے سے متعلق جنم لینے والے بے بنیاد تصوارت اور پرورش پانے والے غلط عقائد کی کھلے لفظوں میں تردید فرمائی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ دور جاہلیت میں کبھی فتنے، وبائیں، مصائب وحادثات اور مختلف جسمانی امراض رونما ہوئے تھے جن کو نحوست سے تعبیر کیا جانے لگا۔ پھر رفتہ رفتہ یہ فاسد نظریہ عقیدہ بن کر لوگوں کے دلوں میں گھر کر گیا کہ صفر رنج و غم اور نحوست کا مہینا ہے۔ حالانکہ یہ ایک خلاف حقیقت اور فرضی عقیدہ ہے۔

زمانے کو برا مت کہو!

دور جاہلیت میں اہل عرب کی یہ عادت تھی کہ جب کوئی سنگین صورت حال پیش آتی تو زمانے کو برا بھلا کہنا شروع کر دیتے، بیماری پریشانی، مالی و جانی نقصان اور ہر آنے والی مصیبت میں زمانے کو غیر مہذب الفاظ سے یاد کرتے۔ جیسا کی آج کل دینی تعلیم کے فقدان کی وجہ سے بعض جاہل لوگ ایسا کرتے ہیں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ

زمانہ تو اللہ تعالیٰ کی مخلوق اور اس کی ایک قدرت کا مظہر ہے۔ اس کو برا کہنے کی نسبت براہ راست خالقِ کائنات عزّوجلّ کی طرف ہوتی ہے۔ اس لیے صحیح احادیث میں زمانے کو برا بھلا کہنے سے سختی سے منع کیا گیا ہے۔ ایک حدیث قدسی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک ارشاد ہے:

قَالَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ یُؤْذِینِی ابْنُ آدَمَ یَسُبُّ الدَّھْرَ وَأَنَا الدَّھْرُ بِیَدِی الْأَمْرُ أُقَلِّبُ اللَّیْلَ وَالنَّھَارَ

بخاری جلد2ص715 عن ابی ھریرہ رضی اللہ عنہ

اس کا مختصر مفہوم یہ ہے کہ کائنات کا ذرہ ذرہ اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہے، زمانے کے اندر مختلف قسم کی تبدیلیاں باری تعالیٰ کے اختیار میں ہے اس کے اندر بذات خود زمانے کا کوئی عمل دخل نہیں اس لیے زمانے کو برا بھلا کہنا در حقیقت اللہ کی پاک ذات کو ایذاء وتکلیف پہنچانا ہے ایک اور حدیث سے اس مضمون کی تائید ہوتی ہے ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

لا تسبوا الدھر فإن اللہ ھو الدھر

مسلم جلد2 ص237 عن ابی ھریرہ رضی اللہ عنہ

زمانے کو برا مت کہو، زمانہ تو اللہ ہی کی ذات گرامی ہے۔ مذکورہ تفصیل سے واضح ہوا کہ کسی بھی حادثے اور نامناسب کام کا باعث زمانہ نہیں ہوتا اس لیے اسے ملامت نہ کرنا چاہیے۔

ماہ صفر اور نحوست وبد فالی

مشرکانہ رسوم کا شکار بہت سے ضعیف الاعتقاد لوگ ماہ صفر کے متعلق نحوست وبد فالی کی دلدل میں پھنس چکے ہیں۔ ایسی عجیب وغریب باتیں کرتے ہیں کہ

عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ صفر کے مہینے کو نحوست زدہ قرار دے کر اس میں شادی بیاہ اور دیگر مسرت وشادمانی کی تقریب منعقد کرنے سے پرہیز کرتے ہیں۔ عقیدہ یہ ہوتا ہے کہ اس ماہ میں کی گئی شادی صِفر (زیرو ناکام) ہو جائے گی، اور خوشی کی جگہ رنج والم اپنی لپیٹ میں لے لے گا۔ مگر انصاف یہ ہے کہ ان بے سروپا باتوں کی پانی کے بلبلے اور مچھر کے پر جتنی بھی وقعت نہیں۔ خود رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مبارک عمل سے اس من گھڑت عقیدے کی بیخ کنی فرمائی ہے۔ دوسری ھجری میں اسی ماہ کے اندر آپ علیہ السلام نے اپنی لخت جگر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنھا کا عقد شیر خدا سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا۔ اور 7 ھجری کو ماہ صفر میں سیدہ صفیہ بنت حییؓ کو اپنی زوجیت کا شرف بخشا۔

عہد نبوت کا ماہ وسال ص194، 274

ماہ صفر سے متعلق خود ساختہ نظریے کے خاتمے کے لیے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل مبارک کی طرح اپنے قول مبارک سے بھی امت کی راہ نمائی فرمائی ہے۔ ایک موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لا عدوی ولا طیرۃ ولا ھامۃ ولا صفر

بخاری جلد2 صفحہ857 کتاب الطب

خلاصہ یہ ہے کہ کوئی مرض متعدی نہیں ہوتا، کسی مریض کے ساتھ مل بیٹھنے سے اس کا مرض نہیں چمٹتا، بلکہ جس طرح پہلا مریض اللہ کی طرف سے بیماری میں مبتلاء ہوتا ہے دوسرا بھی اللہ تعالیٰ کے فیصلے سے ہوتا ہے مریض کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے کی وجہ سے نہیں ہوتا۔ اور پرندوں کے اڑنے اڑانے سے بدشگونی لینے کی بھی کوئی حقیقت نہیں۔ عوام میں مشہور ہے کہ اگر پرندہ داہنی طرف سے اڑے تو خوش قسمتی، بائیں طرف سے

اڑے تو بد بختی و نحوست ہوتی ہے۔ اسی طرح الو اور ماہ صفر میں بھی کوئی نحوست وبد فالی نہیں۔ ان چیزوں کو منحوس تصور کرنا بے اصل، لغو خام خیالی اور سراسر غلط ہے اپنی ذات کے اعتبار سے کوئی چیز بھی منحوس و بے برکت نہیں ہوتی۔

اصل نحوست کس میں ہے ؟؟

ہاں البتہ اتنی بات ضرور ہے کہ جب کوئی بندہ عبادت میں مشغول ہوتا ہے تو وہ زمانہ اس کے حق میں مبارک بن جاتا ہے اور جس وقت وہ گناہوں میں مصروف ہوتا ہے تو وہ لمحہ اس کے لیے گناہوں کی نحوست کی وجہ سے منحوس ٹھہرتا ہے۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نوّر اللہ مرقدہ اپنے خطبات میں فرماتے ہیں: "نصوص میں جابجا اس کی تصریح ہے کہ نحوست وسعد (بد بختی و نیک بختی ازناقل) کا سبب زمانہ وغیرہ نہیں، نہ کوئی دن منحوس ہے نہ کوئی مہینہ، نہ کسی مکان میں نحوست ہے نہ کسی انسان میں۔ بلکہ اصل نحوست اعمال معصیت (گناہ کے کاموں۔ازناقل) میں ہے مگر افسوس اس نحوست سے اجتناب (بچنے۔ازناقل) کا کسی کو اہتمام نہیں بلکہ خود بخود اپنے ساتھ لپیٹتے ہیں"۔

خطبات حکیم الامت جلد6 صفحہ68 فضائل صبر وشکر

ماہ صفر اور توہّم پرستی

عقائد و عبادات کا نظام اگر عقل کی قید سے آزاد ہو جائے تو توہّم پرستی والا مذہب وجود میں آجاتا ہے۔ علم و فضل سے ناواقفیت اور دین بیزاری انسان کو توہّمات کی دہلیز تک پہنچادیتی ہے۔ وہمی مریض اپنی پست خیالی کی وجہ سے کھرے کھوٹے کی پہچان کھو بیٹھتا ہے اور بسا اوقات ریت کے گھروندے کو سونے کا محل سمجھ کر سر دھڑ

کی بازی اس خود ساختہ نظریے کے تحفظ پر لگا دیتا ہے مگر ہاتھ کچھ آتا نہیں سوائے ندامت کے!

قمری سال کے دوسرے مہینے سے متعلق بھی لوگوں نے طرح طرح کے بت تراش رکھے ہیں ضرورت پڑنے پر انہیں عقیدے کا جامہ پہنا دیتے ہیں۔ کبھی کبھی مزید آراستہ کرنے کے لیے ان میں عبادت کا رنگ بھر کر دیتے ہیں۔ ایسی من گھڑت باتیں ویسے تو بڑی تعداد میں ہیں نمونہ کے طور چند ایک یہ ہیں۔

نمبر 1

بعض علاقوں میں مشہور ہے کہ اس مہینا میں جسمانی طور پر معذور (اندھے لنگڑے وغیرہ) جنّات آسمان سے اترتے ہیں اس لیے ہمیں چلتے وقت قدم احتیاط کے ساتھ رکھنا چاہیے تا کہ وہ بے چارے کچلے نہ جائیں۔

نمبر 2

ماہ صفر کو نحوست زدہ سمجھنے کی بنیاد پر بعض گھروں اور دوکانوں میں اجتماعی قرآن خوانی کا اہتمام کرایا جاتا ہے تا کہ ماہ رواں کی آفتوں اور بلاؤں سے حفاظت رہے

نمبر 3

بعض جاہل لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ اس ماہ کے ابتدائی تیرہ دن سخت بھاری اور بہت تیز ہوتے ہیں لہذا ان ایام میں کسی کارِ خیر کی ابتدا نہیں کرنی چاہیے۔

نمبر 4

کچھ وہمی مریض ماہ سفر میں بچے کی ولادت کو معیوب سمجھتے ہیں اور اس کو بچہ

کی بد بختی تصور کرتے ہیں۔

نمبر5

اگر کسی گھر میں نووارد مہمان کی موجودگی میں کوئی غیر مناسب واقعہ پیش آجائے تو اس کو نحوست سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

ماہ صفر اور آخری بدھ

جاہلانہ نظریات کے حامل افراد یوں تو صفر کے سبھی ایام کو ترِچھی نگاہ سے دیکھتے ہیں البتہ رہی سہی کسر اس مہینے کے آخری بدھ پر نکالی جاتی ہے اس دن کی طرف انہوں نے بہت عجیب عجیب باتیں منسوب کر رکھی ہیں۔ جن کی چند مثالیں ذکر کی جاتی ہیں۔

مثال نمبر1

توہّم پرست افراد اس دن آفات و حوادث سے بچنے کے لیے پانی پینے کے برتنوں میں تعویذ لکھ کر ڈالتے ہیں۔ بعض اوقات پلیٹوں پر تعویذ لکھ کر اسے دھو کر پانی پیا جاتا ہے اور تالابوں وغیرہ میں ڈالا جاتا ہے۔

مثال نمبر2

کچھ لوگ اس دن خاص ثواب سمجھ کر نفلی روزہ رکھتے ہیں پھر شام کو چُوری یا حلوہ وغیرہ پکا کر کھلاتے ہیں۔

مثال نمبر3

بعض لوگ اس دن چھٹی کر کے عید مناتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس دن نبی

کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مرض سے شفا ہوئی تھی اور آپ نے غسل صحت فرمایا تھا اس پر انہوں نے یہ شعر بھی بنا رکھا ہے

آخری چہار شنبہ آیا ہے　　　غسل صحت نبی نے پایا ہے

یہ سب کچھ اسلامی تعلیمات کے سراسر خلاف ہے۔ شیخ الحدیث مولانا عبد الحق رحمہ اللہ فرماتے ہیں:"ماہ صفر المظفر کو منحوس سمجھنا خلاف اسلام عقیدہ ہے ۔۔۔۔۔۔ اس ماہ میں نہ تو آسمان سے بلائیں اترتی ہیں اور نہ اس کے آخری بدھ کو اوپر جاتی ہیں اور نہ ہی امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دن مرض سے شفایابی ہوئی تھی ۔بلکہ مورخین نے لکھا ہے کہ 28 صفر کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تھے۔ اس سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ 28 صفر کو چہار شنبہ (بدھ) کے روز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض میں زیادتی ہوئی تھی ۔۔۔۔۔۔ یہ دن مسلمانوں کے لیے خوشی کا تو ہے ہی نہیں البتہ یہود وغیرہ کے لیے شادمانی کا دن ہو سکتا ہے۔ اس دن کو تہوار کا دن ٹھہرانا، خوشیاں منانا، مدارس وغیرہ میں تعطیل رکھنا یہ تمام باتیں خلاف شرع اور ناجائز ہیں۔

فتاویٰ حقانیہ ملخصاً جلد 2صفحہ84 کتاب البدعۃ والرسوم

مثال نمبر4

بعض لوگ ماہ صفر کے آخری بدھ کو چاشت کے وقت مخصوص طریقے سے دوگانہ ادا کرتے ہیں۔ جس کی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ پہلی رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد سورۃ اٰل عمران کی دو آیتیں (آیت نمبر26،27) ایک مرتبہ پڑھتے ہیں، دوسری رکعت میں الحمد کے بعد سورۃ بنی اسرائیل کی آخری دو آیات پڑھ کر بقیہ نماز عام طریقے کے مطابق مکمل کرتے ہیں۔ پھر درود پاک پڑھ کر ایک مخصوص دعا مانگتے

ہیں۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ اے اللہ! مجھے اس دن کے شر سے بچا اور اس کی نحوست محفوظ رکھ اور اس دن کو (میرے حق) میں رحمت اور برکت والا بنا۔۔۔۔ واضح رہے کہ شریعت میں اس کا کوئی ثبوت نہیں غیر ثابت شدہ چیز کی پابندی کرنا اور اس کو لازم سمجھ لینا بدعت اور گمراہی ہے۔

امام اہل سنت علامہ عبد الحی لکھنوی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب " الاثار المرفوعۃفی الااخبار الموضوعۃ " کے صفحہ 111 پر اس مروجہ نماز کا طریقہ بیان کیاہے۔چند اوراق کے بعد علامہ لکھنوی رحمہ اللہ نے یہ تنبیہ فرمائی ہے کہ اس قسم کی مخصوص طریقوں سے ادا کی جانے والی نمازوں کا حکم یہ ہے کہ اگر عبادت کا یہ مخصوص طریقہ شریعت سے ٹکراتا ہو تو پھر کسی کے لیے بھی ان منقول طریقوں کے مطابق نماز ادا کرنا جائز نہیں ہے۔ اگر شریعت کے مخالف نہ ہوں تو چند شرائط کے ساتھ اس کو ادا کرنے کی اجازت ہے۔ وہ شرائط یہ ہیں(1) ان نمازوں کو ادا کرنے والا ان کے لیے ایسا اہتمام نہ کریں جیسا کہ شرعاً ثابت شدہ نمازوں (فرائض وواجبات) کے لیے کیا جاتا ہے (2) ان نمازوں کو شارع علیہ السلام سے منقول نہ سمجھا جائے (3) ان منقول نمازوں کو شریعت سے ثابت شدہ نہ سمجھے (4) ان کو شریعت کے دیگر مستحبات کی طرح مستحب عمل نہ سمجھیں (5) ان نمازوں کی اس طرح لازم نہ سمجھے جس سے شریعت نے منع کیا ہو(6) یہ اعتقاد نہ رکھے اس مخصوص عبادت پر بھی وہی اجر وثواب ملے گا جو ایک مسنون عمل بجالانے پر ملتا ہے (7) اس قدر پابندی سے یہ عبادت نہ کرے تاکہ کہیں کوئی جاہل آدمی اسے مسنون عمل نہ سمجھنے لگ جائے۔

مذکورہ شرائط ذکر کرنے کے بعد علامہ لکھنوی رحمہ اللہ پُر نصیحت انداز میں

فرماتے ہیں کہ موجودہ دور میں ایسے لوگ آٹے میں نمک کے برابر ہیں جو ان شرائط کی پاس داری رکھتے ہوں۔ میرا تجربہ تو یہ ہے کہ جو آدمی شرعی احکامات کو شریعت کے بیان کردہ طریقے پر بجالاتا ہے وہی درحقیقت دنیاو عقبیٰ کی نعمتوں کا حق دار بنتا ہے پھر ایسے آدمی کو معاشرے کی پیداوار عبادت کو اپنانے کی حاجت نہیں رہتی۔

الاثار المرفوعۃ فی الاخبار الموضوعۃ ص124،123

ایک من گھڑت روایت کا جائزہ

خود ساختہ کاموں اور ایجاد کردہ باتوں کی کوئی حقیقت تو ہوتی نہیں لیکن جب وہم پرست لوگوں سے ان افعال کے غلط ہونے کا کہا جاتا ہے تو وہ فوراً من گھڑت روایتیں اور غلط سلط دلیلیں پیش کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ چنانچہ ماہ صفر کی نحوست پر بھی اسی قسم کی ایک روایت پیش کرتے ہیں جس کے الفاظ یہ ہیں "من بشرنی بخروج صفر بشرته بالجنة " کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص مجھے ماہ صفر کے ختم ہونے کی خوشخبری دے گا میں اس کو جنت کی بشارت دوں گا" مگر سوال یہ ہے کہ واقعی یہ ارشاد نبوت ہے؟ نہیں ہر گز نہیں! یہ تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایک جھوٹی بات منسوب کی گئی ہے یہ بے سند و بے بنیاد ہے۔ چناچہ مشہور محدث علامہ علی بن سلطان القاری رحمہ اللہ اس روایت کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں "لا اصل له " اس کی کوئی اصل نہیں

الاسرارالمرفوعۃ فی الا اخبار الموضوعۃالمعروف بالموضوعات الکبریٰ ص225

ایک اور جلیل القدر محدث علامہ طاہر پٹنی نے بھی اس روایت کو من گھڑت قرار دیا ہے۔ موصوف لکھتے ہیں:

و كذا (أي: موضوع) من بشرني بخروج صفر بشرته بالجنة [تذكرة الموضوعات:ص116]

اسی طرح علامہ اسماعیل بن محمد العجلونی نے بھی اس روایت کو من گھڑت اور بے اصل قرار دیا ہے۔(کشف الخفاء و مزیل الالباس ،حرف المیم ج 2ص538)

لہذا ثابت ہوا کہ ماہ صفر کے منحوس ہونے پر اس موضوع (من گھڑت) روایت کو بیان کرنا کسی طور پر بھی روا نہیں خواہ وہ میسج کے ذریعے ہی کیوں نہ ہو۔

حاصل کلام: خلاصہ یہ ہے کہ حرمت والے چار مہینوں اور شعبان ورمضان کو فضیلت وبرزگی حاصل ہونے سے یہ ہرگز ثابت نہیں کہ ان کے علاوہ دیگر ایام و مہینے منحوس و غیر مسعود ہیں۔ اسی طرح کسی دن یا مہینے میں نازیبا حادثات و واقعات برپا ہونے سے اس کی خیر وفلاح ختم نہیں ہو جاتی ۔ دور جاہلیت میں ماہ صفر کو ناکامی و نامرادی کا پیش خیمہ سمجھا جاتا تھا لیکن اسلام نے "صفر" کے ساتھ "مظفر" کی صفت لگا کر یہ بتا دیا کوئی بھی چیز اپنی ذات کے اعتبار سے نحوست زدہ نہیں اور صفر کامیابی و کامرانی کا مہینا ہے بدشگونی اور نحوست کا باعث ہرگز نہیں۔

حضرت مولانا عبد الستار تونسوی رحمہ اللہ کا وصال

آہ! امام اہل السنۃ حضرت مولانا عبد الشکور لکھنوی رحمہ اللہ کے قافلے کے ایک عظیم فرد حضرت مولانا عبد الستار تونسوی رحمہ اللہ اس دنیا سے رخصت ہو چکے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم نے ساری زندگی اہل السنۃ والجماعۃ کے عقائد کے پرچار اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عزت وناموس کی حفاظت کا پرچم بلند کیا۔ یوں تو ہمہ جہت صفات کے حامل تھے لیکن چند خصوصیات کا تذکرہ بطور خاص کرنا ضروری ہے کہ آپ اہل السنۃ والجماعۃ اور اہل تشیع کے درمیان اختلافی مسائل ومباحث کے لیے وقت کے عظیم مناظر، عوامی اجتماعات میں ناموس صحابہ رضی اللہ عنہم اور نظریات اہل السنۃ والجماعۃ کے اثبات و دفاع کے لیے کامیاب خطیب اور مدارس عربیہ اور اساتذہ وطلبہ کی مسائل اختلافیہ میں بحث و مباحثہ کی تیاری کرانے میں عظیم مربی تھے۔ اللہ تعالیٰ حضرت کو درجات عالیہ سے سرفراز فرمائے۔ آمین

علماء اجتماع

مفتی شبیر احمد حنفی حفظہ اللہ

مرکز اہل االسنۃ والجماعۃ سرگودھا کے قیام کا بنیادی مقصد اہل السنۃ والجماعۃ کے عقائد و نظریات اور مسائل کے تحفظ کے ساتھ ساتھ ان کی اشاعت کرنا ہے۔ بحمد اللہ اپنے ان مقاصد کی طرف گامزن یہ ادارہ ساتویں سال میں قدم رکھ رہا ہے۔ عقیدے کی ضرورت و اہمیت کے حوالے سے اندرون و بیرون ملک نہایت وقعت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

مزید اس کام کو بڑھانے اور علماء کرام کو اس کار خیر میں شریک کرنے کے لیے 9 دسمبر 2012ء بروز اتوار "علماء اجتماع" کے نام سے ایک تقریب کا انعقاد ہوا، جس میں ملک کے مختلف اضلاع سے علماء کرام تشریف لائے۔ علماء کرام کی کثیر تعداد میں آمد ان کی اصلاح عقائد کے حوالے سے فکرمندی کی غمازی کر رہی تھی۔

علماء اجتماع دس بجے سے شروع ہو کر سہ پہر تین بجے تک جاری رہا۔ تلاوت کلام پاک اور نعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے شروع ہونے والے اس اجتماع میں جن حضرات نے گفتگو کی ان میں متکلم اسلام سفیر احناف مولانا محمد الیاس گھمن، مولانا عبد الشکور حقانی، مولانا محمد ابو ایوب قادری، مولانا محمد رضوان عزیز، مولانا مقصود احمد اور مفتی عبد الواحد قریشی شامل ہیں۔

مفتی عبد الواحد قریشی نائب امیر صوبہ خیبر پختونخواہ نے اپنی گفتگو میں ڈیرہ اسماعیل خان میں اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ کی مختلف گوشوں سے کارگزاری سنائی۔ دوران

گفتگو انہوں نے عقیدہ حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اہمیت اور اس پر منکرین کی جانب سے وارد بعض شبہات کا ازالہ بھی کیا۔ متکلم اسلام حفظہ اللہ کے مرتب کردہ "صراط مستقیم کورس" میں سکول و کالجز اور مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے حضرات کی شرکت اور انتہائی دلچسپی کا بھی ذکر کیا۔

مولانا مقصود احمد استاذ مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا نے "تقلید کی عقلی ضرورت" پر دلنشین گفتگو فرمائی۔ مجتہد کے لیے قرآن، سنت، اجماع اور قیاس میں ملحوظ ترتیب کو دلائل سے ثابت کیا اور اہل بدعت کے بعض اشکالات کا بھی جائزہ لیا۔

مولانا عبد الشکور حقانی حفظہ اللہ امیر اتحاد اہل السنۃ و الجماعۃ لاہور نے سامعین سے گفتگو کے دوران قرآن مقدس کی چند آیات پیش کیں جن سے اہل باطل کی مختلف کارستانیوں کے رد پر استدلال کیا۔ ایک اہم بات جو انہوں نے اپنی گفتگو میں بیان کی وہ یہ تھی کہ اپنے اکابر کے ساتھ تعلق قائم رہنا ضروری ہے، اس کی وجہ سے انسان گمراہی سے محفوظ رہتا ہے۔

پہلی نشست کا آخری بیان مولانا محمد ابو ایوب قادری حفظہ اللہ کا تھا۔ اہل بدعت کے فاسد عقائد اور اہل حق پر ان کے بے بنیاد بہتانوں کا پردہ چاک کرتے ہوئے انہوں نے اہل بدعت کو ایک عظیم فتنہ قرار دیا۔ انہوں نے اپنی گفتگو میں متکلم اسلام حفظہ اللہ کی تازہ ترین تالیف "حسام الحرمین کا تحقیقی جائزہ" کا بھی تعارف کرایا کہ اہل بدعت کی جانب سے علماء دیوبند پر جو بے جا بہتان باندھا جا رہا تھا بحمد اللہ متکلم اسلام حفظہ اللہ نے اسے دلائل کے ساتھ رد فرما دیا ہے۔

دوسری نشست کا پہلا بیان مولانا محمد رضوان عزیز حفظہ اللہ کا تھا۔ آپ

مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا کے استاذ ہیں۔ انہوں نے جماعتی کارگزاری، مرکز کے قیام و مقاصد اور مرکز میں پائے جانے والے مختلف شعبوں سے سامعین کو متعارف کروایا جن میں شعبہ تخصص، شعبہ حفظ، شعبہ نشرو اشاعت وغیرہ شامل ہیں۔ دوران گفتگو انہوں نے کہا کہ کسمپرسی کے عالم میں بننے والا یہ ادارہ پہلے ایک چھوٹی سی مسجد اور چند ایک کمروں پر مشتمل تھا، لیکن سات سال کے عرصہ میں یہ آپ کو پوری دنیا میں متعارف نظر آرہا ہے، اس میں متکلم اسلام سفیر احناف مولانا محمد الیاس گھمن کی مساعی کو دخل ہے جو دن رات عقائد و نظریات کی ترجمانی میں کوشاں ہیں۔ انہوں نے متکلم اسلام کی تالیفات کا بھی تعارف کروایا جن کی تعداد 16 تک پہنچ چکی ہے۔

اجتماع کا آخری بیان متکلم اسلام سفیر احناف مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ کا تھا۔ آپ نے سامعین علماء کرام کا شکریہ ادا کیا جو دور دراز سے تشریف لائے تھے۔ گفتگو کے دوران سورۃ العصر سے زندگی کے ان اصولوں کی نشاندہی کی جو خسارے سے بچا کر حیات انسانی کو نافع بناتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ عقیدہ انسان کی کامیابی کی بنیاد ہے، اس پر انسان کی نجات کا مدار ہے۔ اگر عقیدہ درست ہو تو انسان کامیاب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کامیاب انسان کی چار شرطیں بیان کی ہیں؛ عقیدہ درست ہو، عمل سنت کے مطابق ہو، عقیدہ اور سنت عمل کی تبلیغ بھی کرے اور اگر اس کی وجہ سے مصائب و آلام کا سامنا کرنا پڑے تو صبر کرتے ہوئے برداشت کرے۔ انہوں سے علماء کرام سے فرمایا کہ آپ حضرات اصلاح عقائد کے حوالے سے بھرپور محنت کریں اور ہر باطل کے فاسد عقائد و نظریات کے رد کے لیے ہمہ وقت کوشاں رہیں۔

تین بجے سہ پہر یہ اجتماع بروقت اختتام پذیر ہوا۔